ماہنامہ
دختران اسلام لاہور
اگست 2015ء

ویمن اجتماعی اعتکاف 2015ء

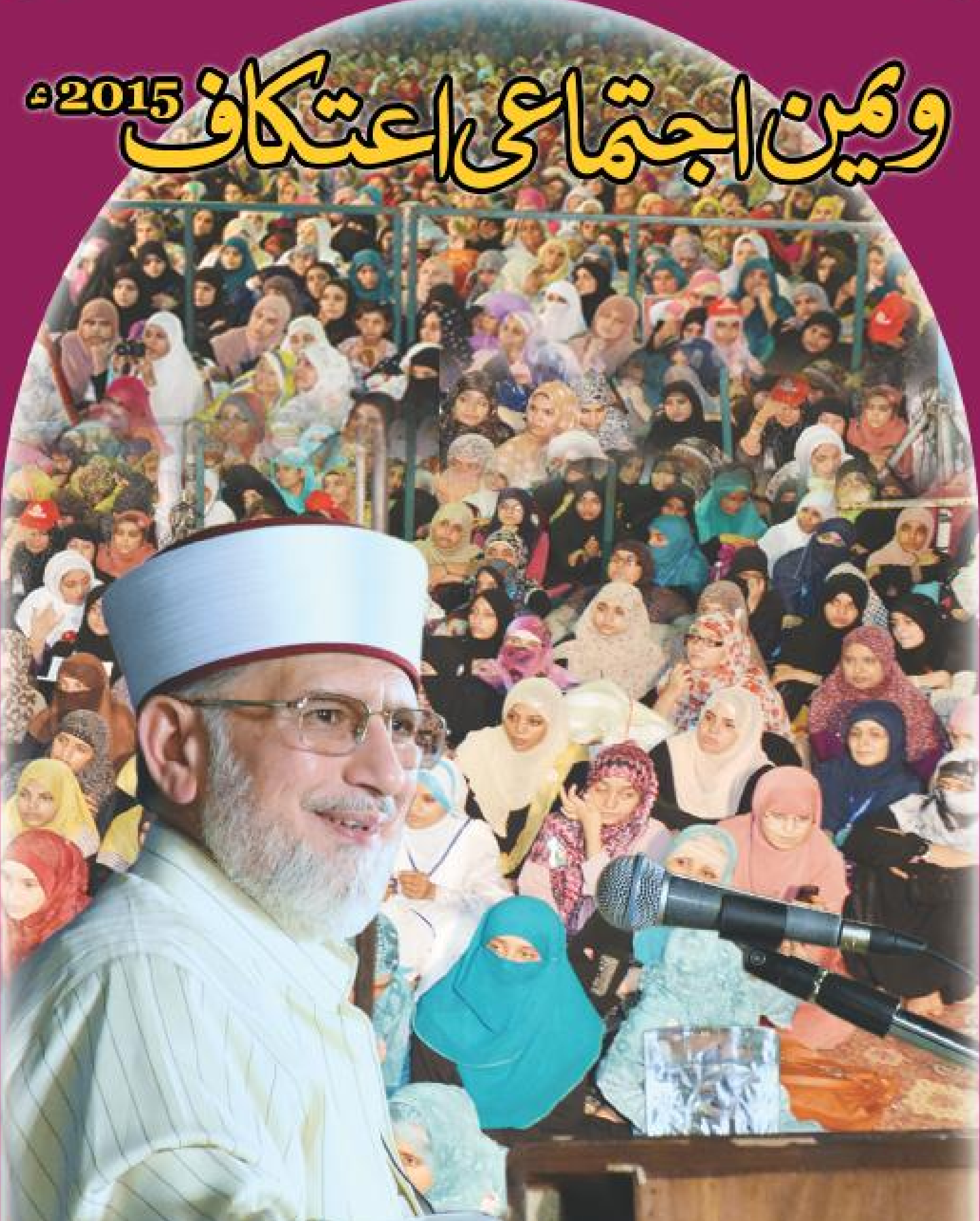

ویمن شہرِ اعتکاف 2015ء کی تربیتی نشست

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 22 شمارہ: 8 شوال / ذوالقعدۃ ۱۴۳۶ھ / اگست 2015ء

زیر سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

مجلس مشاورت
صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی
خرم نواز گنڈاپور
ڈاکٹر رحیق احمد عباسی
شیخ زاہد فیاض
جی ایم ملک
منظور حسین قادری
سرفراز احمد خان
غلام مرتضیٰ علوی
قاضی فیض الاسلام
فرح ناز

مینجنگ ایڈیٹر
صاحبزادہ محمد حسین آزاد

اسسٹنٹ ایڈیٹرز
نازیہ عبدالستار
ملکہ صبا

ناشر
علامہ محمد معراج الاسلام

کمپیوٹر آپریٹر
محمد اشفاق انجم

ٹائیٹل ڈیزائنر
عبدالسلام

فوٹوگرافی
محمود الاسلام قاضی

کتابت
محمد اکرم قادری

ایڈیٹوریل بورڈ
رافعہ علی
عائشہ شبیر
سعدیہ نصراللہ
راضیہ نوید

فہرس

اداریہ		6
فروغِ امن و انسدادِ دہشت گردی کا اسلامی نصاب	ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	8
شہداء ماڈل ٹاؤن کی برسی پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی خطاب	علامہ محمد حسین آزاد	23
شاعرِ دربارِ رسالت ﷺ۔۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ	محمد احمد طاہر	31
یومِ آزادی۔۔ پاکستان کی ترجیحات کا تعین	ڈاکٹر ساجد خاکوانی	35
ایک انقلابی مسافر کا حالِ سفر	ڈاکٹر ابوالحسن الازہری	41
وظائف محمدیہ		45
گلدستہ	نازیہ عبدالستار	46
تحریک منہاج القرآن اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں		48

ترسیل زر کا پتہ: منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

بدل اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

قیمت فی شمارہ -/25 روپے

سالانہ خریداری -/250 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ط حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ط ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ. (التوبة، ۹:۱۱۸)

’’اور ان تینوں شخصوں پر (بھی نظرِ رحمت فرمادی) جن (کے فیصلہ) کو مؤخر کیا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین باوجود کشادگی کے ان پر تنگ ہوگئی اور (خود) ان کی جانیں (بھی) ان پر دوبھر ہوگئیں اور انہیں یقین ہوگیا کہ اللہ (کے عذاب) سے پناہ کا کوئی ٹھکانا نہیں بجز اس کی طرف (رجوع کے)، تب اللہ ان پر لطف وکرم سے مائل ہوا تاکہ وہ (بھی) توبہ و رجوع پر قائم رہیں، بے شک اللہ ہی بڑا توبہ قبول فرمانے والا، نہایت مہربان ہے‘‘۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلُ؟ قَالَ: الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ. قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى. قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: أَرْبَعُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ أَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ بَعْدُ فَصَلِّهْ، فَإِنَّ الْفَضْلَ فِيْهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ لِهَذَا الْحَجَرِ لِسَانًا وَشَفَتَيْنِ يَشْهَدُ لِمَنِ اسْتَلَمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَقٍّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ.

’’حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: یارسول اللہ! زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بیت الحرام۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد اقصیٰ۔ میں نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) ان دونوں (مسجدوں) کی تعمیر کے درمیان کتنا وقفہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: چالیس سال۔ لیکن تم جہاں وقت ہو جائے اسی جگہ نماز پڑھ لیا کرو اسی میں تمہارے لئے فضیلت ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بیشک اس پتھر (حجرِ اسود) کو اللہ تعالیٰ نے ایک زبان اور دو ہونٹ عطا فرمائے ہیں جن سے یہ قیامت کے دن ان لوگوں کے بارے میں گواہی دے گا جنہوں نے حق سمجھ کر اسے بوسہ دیا ہوگا۔‘‘

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص۲۶۴، ۲۶۵)

حمد باری تعالیٰ

یا الٰہی، قادر و قیوم تیری ذات ہے
حاجتیں برلا میری، تو قاضی الحاجات ہے
مشکلوں کا حل مجھے دشوار ہے
تو کرم کردے تو بیڑا پار ہے

مال و زر درکار ہیں یارب! نہ حشمت چاہئے
جو محمدؐ کو عطا کی تھی وہ دولت چاہئے
صبرو استغنا کی دولت دے مجھے
مصطفیٰؐ والی قناعت دے مجھے

زندگی کا مرتے دم، اللہ! نیک انجام ہو
لب پہ تیرا ذکر ہو، تیرے نبیؐ کا نام ہو
خاتمہ ہو دین پر ایمان پر
جان دوں اسلام پر، قرآن پر

داغِ عصیاں کی ندامت کھائے جاتی ہے مجھے
دیکھ کر اعمال اپنے شرم آتی ہے مجھے
سامنے تیرے میں آؤں کس طرح
روسیاہ ہوں منہ دکھاؤں کس طرح

شرم سے گردن جھکی ہے اس لئے سرکار میں
ہاتھ خالی لے کے آیا ہوں تیرے دربار میں
زہد رکھتا ہوں نہ تقویٰ پاس ہے
ہے تو اِک تیرے کرم کی آس ہے

(احمد سہارنپوری)

نعت رسول مقبول ﷺ

مظہر حسنِ ازل حسنِ پیمبرؐ ہوگیا
عکس خود عکاس کے جلوؤں کا پیکر ہوگیا

عرش نے بوسے لئے جب ان کے پائے ناز کے
عرش کا اعزاز پہلے سے فزوں تر ہوگیا

کیوں نہ ہوتا میں فرشتوں کی نظر میں باوقار
جب محمدؐ کا کرم میرا مقدر ہوگیا

جب مرے احوال پر بارانِ رحمت ہوگئی
پھر مرا یہ قطرۂ دل بھی سمندر ہوگیا

ان کا باب وجود رحمت وا ہے سب کے واسطے
جس گدا نے بھیک پائی وہ سکندر ہوگیا

وہ نگاہِ فیض بار اٹھی جو میرے حال پر
نامۂ اعمال مجھ کمتر کا بہتر ہوگیا

کس کو کیا ملتا نہیں آپ کے دربار سے
مفلس و نادار جو آیا تونگر ہوگیا

دل تو بھر آیا ہے شہر مصطفیٰؐ کی یاد میں
تو بتا آخر تجھے کیا دیدۂ تر ہوگیا

قطب مجھ کو کس لئے ہو گرمئی محشر کا ڈر
سر پر جب دامن نبیؐ کا سایہ گستر ہوگیا

(خواجہ علامہ قطب الدین فریدی)

یوم آزادی کا تقاضا۔ فروغ امن و انسداد دہشت گردی

پاکستانی عوام اپنا 67 واں جشن یوم آزادی منا رہی ہے جبکہ ملک گونا گوں مسائل کا شکار ہے اور کرپشن، لوڈشیڈنگ، بیروزگاری، انتہاء پسندی اور سب سے بڑھ کر دہشت گردی کا فتنہ ایک عفریت کی مانند پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ جس کو حکومتی سطح پر بھی تحفظ دیا جا رہا ہے جبکہ صرف پاکستانی غیور فوج اس کے خاتمے کے لئے ضرب عضب جاری رکھے ہوئے ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اگر قوم میں عزم و ارادہ موجود ہو تو مسائل کا حل نکل آتا ہے اور قوموں کی زندگی میں آزادی کا دن اسی عزم نو کو پختہ ارادوں میں تبدیل کرنے کے لئے آتا ہے۔ لہذا دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے بھی پاکستان میں مستحکم ارادوں اور عزم و یقین کی لازوال دولت درکار ہے جو ضرب علم کے بغیر ممکن نہیں۔

اسلام کے نام پر کارروائیاں کرنے والے دہشت گردوں کی انسانیت دشمن کارروائیوں سے دنیا کا کوئی خطہ محفوظ نہیں رہا۔ دنیا بھر میں ان کارروائیوں میں ملوث جملہ تحریکوں اور تنظیموں میں ایک بات مشترک ہے کہ وہ اپنی کارروائیاں جہاد سمجھ کر سرانجام دیتے ہیں اور اسلامی تصورات و نظریات کی خود ساختہ تشریح و تعبیر میں ان کا جواز گردانتے ہیں۔ اس تناظر میں حالات اس امر کے متقاضی ہیں کہ اسلامی تعلیمات اور آفاقی صداقتوں کی روشنی میں دہشت گردی کی فکر اور انتہا پسندانہ نظریات کے خلاف بین الاقوامی سطح پر ہر طبقہ کو ذہنی و فکری طور پر تیار کیا جائے۔ معاشرے سے انتہا پسندی کے خاتمے کے لئے عملی اقدامات کئے جائیں تا کہ دہشت گردوں کے فکری و نظریاتی سرچشموں کا بھی ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے۔ مزید برآں انتہاء پسندانہ افکار و نظریات کے خلاف مدلل مواد ہر طبقہ زندگی کو اس کی ضروریات کے مطابق فراہم کر دیا جائے تا کہ معاشرے سے اس تنگ نظری و انتہاء پسندی کا بھی خاتمہ ہو سکے جہاں سے اس دہشت گردی کو فکری و نظریاتی غذا حاصل ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے گذشتہ چونتیس سال سے انتہاء پسندی، تنگ نظری، فرقہ واریت اور دہشت گردی کے خلاف علمی و فکری میدانوں میں بھرپور جدوجہد کی ہے۔ انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خلاف ناقابل تردید دلائل و براہین پر مشتمل آپ کا تاریخی فتویٰ 2010ء سے کتابی شکل میں دستیاب ہے۔ یہ مبسوط فتویٰ، اردو، انگریزی، ہندی اور انڈونیشین زبانوں میں شائع ہو چکا ہے جبکہ عربی، نارویجن، ڈینش، فرانسیسی، جرمن اور اسپینش زبانوں میں زیر اشاعت ہے۔ انتہاء پسندانہ تصورات و نظریات کے خلاف اور اسلام کے محبت و رحمت، امن و رواداری اور عدم تشدد کی تعلیمات پر مبنی حضرت شیخ الاسلام کی مزید درجنوں کتب بھی منظر عام پر آ چکی ہیں۔

اب ضرورت اس امر کی تھی کہ اس علمی ذخیرہ کو سامنے رکھتے ہوئے ایک قدم اور آگے بڑھایا جائے اور

مختلف طبقات زندگی کے لئے مختلف دورانئے کے کورسز تیار کئے جائیں تاکہ ان کورسز کے ذریعے معاشرے کے ہر فرد کو عملی طور پر اتنا تیار اور پختہ کردیا جائے کہ وہ کسی بھی سطح پر انتہا پسندانہ نظریات وتصورات سے نہ صرف خود محفوظ رہیں بلکہ اپنے اپنے حلقات میں اسلام کے امن ومحبت اور برداشت پر مبنی افکار وکردار کو بھی عام کرسکیں۔

اس وقت عالم انسانیت کا سب سے اہم مسئلہ امن امان کی بحالی ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اس فوری اور ناگزیر ضرورت کا بروقت ادراک کرتے ہوئے فیصلہ فرمایا کہ تحریک منہاج القرآن اپنی تعمیری اور فکری روایات کے مطابق اس ذمہ داری کو اسلامی نصاب (Islamic Curriculum on Peace and Counter-Terrorism) پانچ مختلف طبقات کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اردو زبان میں درج ذیل پانچ نصابات معاشرے کے مختلف طبقات کی ذہنی وفکری اور علمی وتکنیکی سطح کو ملحوظ رکھ کر ترتیب دیئے گئے ہیں تاکہ وہ انتہا پسندانہ فکر سے متاثر ہونے کی بجائے اسلام کے تصور امن وسلامتی سے روشناس ہوکر معاشرے کے ذمہ دار اور کارآمد افراد بن سکیں:

۱۔ طلبہ وطالبات اور نوجوان طبقہ

۲۔ اساتذہ، وکلاء اور دیگر دانشور طبقات

۳۔ ائمہ وخطباء اور علماء کرام

۴۔ ریاستی سیکورٹی اداروں کے آفیسرز اور جوان

۵۔ سول سوسائٹی کے جملہ طبقات

انگریزی میں تین اور عربی زبان میں دو نصابات شائع کئے گئے ہیں:

درج بالا نصابات کے ساتھ ساتھ شیخ الاسلام نے اسی موضوع کے مختلف پہلوؤں پر تقریباً پچیس عدد کتب تحریر کی ہیں۔ یہ کتب ان نصابات کی تدریس میں درسی کتب کا درجہ رکھتی ہیں۔

اگر مقتدر طبقات معتدل فکر کو پروان چڑھانے کے لئے اس اسلامی نصاب سے کماحقہ، استفادہ کرتے ہیں اور مذکورہ طبقات کے لئے اس کے کورسز کا بھرپور اہتمام کرتے ہیں تو ہمیں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کامل یقین ہے کہ معاشرے سے انتہاء پسندی وتنگ نظری کے عفریت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوگا، انتہا پسندوں کی صورت میں دہشت گردوں کو ملنے والی نرسری کی نشوونما ممکن نہ رہے گی۔ یہ نصاب نوجوان نسل اور عامۃ الناس کے لئے ذہنی وفکری مدافعاتی نظام کا کام سرانجام دے گا کہ جس کی موجودگی میں انتہاء پسندانہ افکار ونظریات کے مضر اثرات سے وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوجائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! ہماری دنیا صحیح اسلامی تعلیمات کے مطابق امن وسلامتی، تحمل وبرداشت، رواداری اور ہم آہنگی کا گہوارہ بن سکے گی۔

اسلامی نصاب

فروغ امن اور انسداد دہشت گردی کا

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ا۔ اسلام کا معنی و مفہوم

اسلام خود بھی امن وسلامتی کا دین ہے اور دوسروں کو بھی امن و عافیت کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے سراسر امن (Peace) ہے۔ گویا امن وسلامتی کا معنی لفظِ اسلام کے اندر ہی موجود ہے۔

اسلام کا لفظ س، ل، م یعنی سَلَمَ سے نکلا ہے۔ اس کے لغوی معانی بچنے، محفوظ رہنے، مصالحت اور امن وسلامتی پانے اور فراہم کرنے کے ہیں۔ حدیث نبوی میں اس لغوی معنی کے لحاظ سے ارشاد ہے:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ.

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، کتاب الإيمان، باب من سلم المسلمون من لسانه ويده، ۱: ۱۳، رقم: ۱۰

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام وأيّ أموره أفضل، ۱: ۶۵، رقم: ۴۱

’’بہتر مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں‘‘۔

اسی مادہ کے باب اِفعال سے لفظ اسلام بنا ہے۔ لغت کی رو سے لفظ اسلام چار معانی پر دلالت کرتا ہے۔

اسلام کا لغوی معنی خود امن وسکون پانا، دوسرے افراد کو امن و سلامتی دینا اور کسی چیز کی حفاظت کرنا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يَّهْدِىْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ. (المائدہ، ۵: ۱۶)

’’اللہ اس کے ذریعے ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے پیرو ہیں، سلامتی کی راہوں کی ہدایت فرماتا ہے‘‘۔

۳۔ اِسلام اَمن و سلامتی کا دین ہے

اسلام خود بھی امن و سلامتی کا دین ہے اور دوسروں کو بھی امن و عافیت کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام کے دینِ امن و سلامتی ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بھیجے ہوئے دین کے لیے نام ہی اسلام پسند کیا ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللهِ الْاِسْلَامُ. (آل عمران، ۳: ۱۹)

''بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے''۔

لفظِ اسلام سَلَمَ یا سَلِمَ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی امن و سلامتی اور خیر و عافیت کے ہیں۔ اسلام اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے سراسر امن (Peace) ہے۔ گویا امن و سلامتی کا معنی لفظِ اسلام کے اندر ہی موجود ہے۔ لہٰذا اپنے معنی کے اعتبار سے ہی اسلام ایک ایسا دین ہے جو خود بھی سراپا سلامتی ہے اور دوسروں کو بھی امن و سلامتی، محبت و رواداری، اعتدال و توازن اور صبر و تحمل کی تعلیم دیتا ہے۔

۴۔ دین اسلام کے تین درجات: اِسلام، اِیمان اور اِحسان

قرآن حکیم میں مختلف مقامات پر دینِ اِسلام کے یہ تین درجات بیان ہوئے ہیں۔ دینِ اِسلام کے پہلے درجے 'اِسلام' کے بارے میں قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا. (المائدۃ، ۵: ۳)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو (بطورِ) دین (یعنی مکمل نظامِ حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا''۔

دینِ اِسلام کے دوسرے درجے اِیمان کے بارے میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ط قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰـکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ.

(الحجرات، ۴۹: ۱۴)

''دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں، آپ فرما دیجیے تم ایمان نہیں لائے، ہاں یہ کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا''۔

دینِ اِسلام کے تیسرے درجے 'اِحسان' کے بارے میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ. (النساء، ۴: ۱۲۵)

’’اور دین اِختیار کرنے کے اعتبار سے اُس شخص سے بہتر کون ہوسکتا ہے جس نے اپنا رُوئے نیاز اللہ کے لیے جھکا دیا اور وہ صاحبِ احسان بھی ہوا‘‘۔

ایک مقام پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے دینِ اِسلام کے تینوں درجات بالترتیب اکٹھے بیان فرمائے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

لَيۡسَ عَلَى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيۡمَا طَعِمُوۡۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوۡا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحۡسَنُوۡا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ○ (المائدة، ۵: ۹۳)

’’ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اس (حرام) میں کوئی گناہ نہیں جو وہ (حکمِ حرمت اترنے سے پہلے) کھا پی چکے ہیں جب کہ وہ (بقیہ معاملات میں) بچتے رہے اور (دیگر اَحکامِ اِلٰہی پر) ایمان لائے اور اَعمالِ صالحہ پر عمل پیرا رہے، پھر (اَحکامِ حرمت کے آ جانے کے بعد بھی ان سب حرام اَشیاء سے) پرہیز کرتے رہے اور (اُن کی حرمت پر صدقِ دل سے) ایمان لائے، پھر صاحبانِ تقویٰ ہوئے اور (بالآخر) صاحبانِ اِحسان (یعنی اللہ کے خاص محبوب و مقرب و نیکوکار بندے) بن گئے، اور اللہ اِحسان والوں سے محبت فرماتا ہے‘‘○

اِسلام، اِیمان اور اِحسان کے تینوں الفاظ اپنے معنی اور مفہوم کے اِعتبار سے سراسر اَمن و سلامتی، خیر و عافیت، تحمل و برداشت، محبت و اُلفت، اِحسان شعاری اور اِحترامِ آدمیت کی تعلیم دیتے ہیں۔ دینِ اسلام ایک ایسا ضابطہ حیات ہے جو خود بھی سراپا سلامتی ہے اور دوسروں کو بھی اَمن و سلامتی، رأفت و رحمت، اِعتدال و توازن اور صبر و تحمل کی تعلیم دیتا ہے۔

۵۔ مسلم اور مومن کی تعریف

(ا) مسلمان کی تعریف اور علامات

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مسلمان کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ.

(ا) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۷۹، رقم: ۸۹۱۸

۲۔ نسائي، السنن، کتاب الإيمان وشرائعه، باب صفة المؤمن، ۸: ۱۰۴، رقم: ۴۹۹۵

۳۔ أيضاً، السنن الکبری، ۶: ۵۳۰، رقم: ۱۱۷۲۶

۴۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الفتن، باب حرمة دم المؤمن وماله، ۲:۱۲۹۸، رقم:۳۹۳۴

''(بہترین) مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے تمام لوگ محفوظ رہیں''۔

اِمام احمد بن حنبل اپنی مسند میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَيُّ الإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ.

(أحمد بن حنبل، المسند، ۲:۱۸۷، رقم: ۶۷۵۳)

''ایک شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! کون سا اِسلام افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اُس شخص کا اِسلام سب سے بہتر ہے) جس کی زبان اور ہاتھ سے تمام لوگ محفوظ رہیں''۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ، مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب المظالم، باب لا یظلم المسلم المسلم ولا سلمه، ۲: ۸۶۲، رقم: ۲۳۱۰

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم الظلم، ۴: ۱۹۹۶، رقم: ۲۵۸۰

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب الحدود، باب ما جاء فی الستر علی المسلم، ۴: ۳۴، رقم: ۱۴۲۶

۴۔ أبو داود، السنن، کتاب الأدب، باب المؤاخاة، ۴: ۲۷۳، رقم: ۴۸۹۳

''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔ جو شخص اپنے کسی (مسلمان) بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرماتا ہے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی (دنیوی) مشکل حل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مشکلات میں سے کوئی مشکل حل فرمائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا''۔

ایک اور مقام پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ اَقدس ہے:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ.

۱۔ بخاري، الصحیح، کتاب الإیمان، باب من سلم المسلمون من لسانه ویده، ۱: ۱۳، رقم:۱۰

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام وأيّ أموره أفضل، ۱: ۶۵،
رقم: ۴۱

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں''۔

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا:

أَيُّ الإِسْلَامِ خَيْرٌ؟

''کون سا اِسلام بہتر ہے''؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ.

(بخاری، الصحيح، كتاب الإيمان، باب إطعام الطعام من الإسلام، ۱: ۱۳، رقم: ۱۲)

''(بہترین اسلام یہ ہے کہ) تم (دوسروں کو) کھانا کھلاؤ اور (ہر ایک کو) سلام کرو، خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہیں جانتے''۔

(۲) مومن کی تعریف اور علامات

امام احمد بن حنبل اور نسائی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مومن کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ.

(أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۷۹، رقم: ۸۹۱۸)

(نسائي، السنن، كتاب الإيمان وشرائعه، باب صفة المؤمن، ۸: ۱۰۴، رقم: ۴۹۹۵)

''مومن وہ ہے کہ جس کے پاس لوگ اپنے خون (یعنی جان) اور مال محفوظ سمجھیں''۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ.

(حاکم، المستدرك على الصحيحين، ۱: ۵۴، رقم: ۲۳،)

(ابن حبان، الصحيح، ۱: ۴۲۶، رقم: ۱۹۷)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''۔

اسی لیے حضور ﷺ سے جب مومن کی تعریف پوچھی گئی کہ مومن کون ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنِ ائْتَمَنَهُ النَّاسُ عَلٰی أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِم.

(ابن ماجه، السنن، كتاب الفتن، باب حرمة دم المؤمن وماله، ۲: ۱۲۹۸، رقم: ۳۹۳۴)

(ابن منظور، لسان العرب، ۱۳: ۲۴)

''مومن وہ ہے جس کو لوگ اپنے اَموال اور جانوں کا محافظ سمجھیں''۔

۶۔ مسلمان کے مسلمان پر حقوق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ سِتٌّ. قِيْلَ: مَا هُنَّ، يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: إِذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاکَ فَأَجِبْهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَکَ فَانْصَحْ لَهُ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللهَ فَشَمِّتْهُ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ، وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ.

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب السلام، باب من حق المسلم للمسلم ردّ السلام، ۴: ۱۷۰۵، رقم: ۲۱۶۲

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۷۲، رقم: ۸۸۳۲

۳۔ ابن حبان فی الصحيح، ۱: ۴۷۷، رقم: ۲۴۲

۴۔ دارمی، السنن، ۲: ۳۵۷، رقم: ۲۶۳۳

۵۔ بيهقی، السنن الكبری، ۵: ۳۴۷، رقم: ۱۰۶۹۱

''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں: عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ کون سے حق ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو مسلمان کو ملے تو اسے سلام کر اور جب وہ تجھے دعوت دے تو قبول کر، اور جب وہ تجھ سے مشورہ چاہے تو اسے اچھا مشورہ دے، اور جب وہ چھینکے اور الحمد للہ کہے تو تو بھی جواب میں (یرحمک اللہ) کہہ، اور جب بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کر، اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ شامل ہو''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اُنْصُرْ أَخَاکَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَنْصُرُهُ إِذَا کَانَ مَظْلُوْمًا. أَفَرَأَيْتَ إِنْ کَانَ ظَالِمًا، کَيْفَ أَنْصُرُهُ؟ قَالَ: تَحْجُزُهُ أَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ، فَإِنَّ ذَالِکَ نَصْرُهُ.

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب الإكراه، باب يَمِينِ الرَّجُلِ لِصاحِبِهِ، إِنَّهُ أَخُوهُ، إذا خاف عليهِ القتلَ أَوْ نَحْوَهُ، ۶: ۲۵۵۰، رقم: ۶۵۵۲

۲۔ أيضًا، كتاب المظالم، باب أعِن أخاك ظالماً أو مظلوما، ۲: ۸٦۳، رقم: ۲۳۱۱-۲۳۱۲

۳۔ مسلم، الصحيح، كتاب البر والصلة والآداب، باب نصر الأخ ظالما أو مظلوما، ۴: ۱۹۹۸، رقم: ۲۵۸۴

''اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر وہ مظلوم ہو تب تو میں اس کی مدد کروں لیکن مجھے یہ بتائیے کہ جب وہ ظالم ہو تو میں اس کی مدد کیسے کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے ظلم سے باز رکھو، یا فرمایا: اُسے (اس ظلم سے) روکو، کیونکہ یہ بھی اس کی مدد ہے''۔

۷۔ مسلمانوں کے قتل کی ممانعت

اسلام نہ صرف مسلمانوں بلکہ بلاتفریقِ رنگ و نسل تمام انسانوں کے قتل کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔ اسلام میں کسی انسانی جان کی قدر و قیمت اور حرمت کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے بغیر کسی وجہ کے ایک فرد کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے۔ اللہ ﷻ نے تکریم انسانیت کے حوالے سے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًاۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا. (المائدة، ۵: ۳۲)

''جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد (پھیلانے کی سزا) کے (بغیر، ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا''۔

۸۔ مسلمانوں کے جان و مال کا احترام

سیاسی، فکری یا اعتقادی اختلافات کی بنا پر مسلمانوں کی اکثریت (large majority) کو کافر، مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہوئے انہیں بے دریغ قتل کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے نزدیک مومن کے جسم و جان اور عزت و آبرو کی کیا اہمیت ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک مومن کی حرمت کو کعبے کی حرمت سے زیادہ محترم قرار دیا ہے۔ امام ابن ماجہ سے مروی حدیثِ مبارکہ ملاحظہ ہو:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ، وَيَقُوْلُ: مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً مِنْكِ مَالِهِ وَدَمِهِ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا.

۱۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الفتن، باب حرمة دم المؤمن وماله، ۲: ۱۲۹۷، رقم: ۳۹۳۲
۲۔ طبراني، مسند الشاميين، ۲: ۳۹۶، رقم: ۱۵۶۸
۳۔ منذري، الترغيب والترهيب، ۳: ۲۰۱، رقم: ۳۶۷۹

''میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور یہ فرماتے سنا: (اے کعبہ!) تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہئے''۔

۹۔ مسلمانوں کے قتل اور فساد انگیزی کی ممانعت اور مسلمانوں کو اذیت دینے و قتل کرنے کی سزا

(۱) فساد انگیزی اور دہشت گردی کی ممانعت

گزشتہ کئی سالوں سے دہشت گردی کی اذیت ناک لہر نے اُمتِ مسلمہ کو بالعموم اور پاکستان کو بالخصوص بدنام کر رکھا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاں مسلمان مجموعی طور پر دہشت گردی کی مذمت اور مخالفت کرتے ہیں اور اسلام کے ساتھ اس کا دور کا رشتہ بھی قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں، وہاں بعض لوگ اس کی خاموش حمایت بھی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

اِسی طرح دہشت گردوں کی طرف سے مسلح فساد انگیزی، انسانی قتل و غارت گری، دنیا بھر کی پُر امن انسانی آبادیوں پر خودکش حملے، مساجد، مزارات، تعلیمی اداروں، بازاروں، سرکاری عمارتوں، ٹریڈ سنٹروں، دفاعی تربیتی مرکزوں، سفارت خانوں، گاڑیوں اور دیگر پبلک مقامات پر بم باری جیسے اِنسان دشمن، سفاکانہ اور بہیمانہ اقدامات روز مرہ کا معمول بن چکے ہیں۔ یہ لوگ آئے روز سینکڑوں ہزاروں جانوں کے بے دریغ قتل اور انسانی بربادی کے عمل کو جہاد سے منسوب کر دیتے ہیں اور یوں پورے اسلامی تصورِ جہاد کو خلط ملط کرتے رہتے ہیں۔ اس سے نوجوان نسل کے ذہن بالخصوص اور کئی سادہ لوح مسلمانوں کے ذہن بالعموم پراگندہ اور تشکیک و ابہام کا شکار ہو رہے ہیں۔

مغربی دنیا میں میڈیا عالمِ اسلام کے حوالے سے صرف شدت پسندی اور دہشت گردی کے اقدامات و واقعات کو ہی highlight کرتا ہے اور اسلام کے مثبت پہلو، حقیقی پُرامن تعلیمات اور اِنسان دوست فلسفہ وطرزِ

عمل کو قطعی طور پر اُجاگر نہیں کرتا۔ حتی کہ خود عالمِ اسلام میں دہشت گردی کے خلاف پائی جانے والی نفرت، مذمت اور مخالفت کا سرے سے تذکرہ بھی نہیں کرتا۔ جس کے نتیجے میں منفی طور پر اسلام اور انتہاء پسندی و دہشت گردی کو باہم بریکٹ کر دیا گیا ہے اور صورت حال یہ ہے کہ اسلام کا نام سنتے ہی مغربی ذہنوں میں دہشت گردی کی تصویر اُبھرنے لگتی ہے۔ اس سے نہ صرف مغرب میں پرورش پانے والی مسلم نوجوان نسل انتہائی پریشان، متذبذب اور اضطراب انگیز ہیجان کا شکار ہے بلکہ پورے عالم اسلام کے نوجوان اعتقادی، فکری اور عملی لحاظ سے متزلزل اور ذہنی انتشار میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

(۲) انسانی جان کا قتل مثلِ کفر ہے

عقائد میں اہل سنت کے اِمام ابومنصور ماتریدی آیت مبارکہ- مَنْ قَتَلَ نَفْسًا م بِغَيْرِ نَفْسٍ - کے ذیل میں انسانی قتل کو کفر قرار دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

من استحل قتل نفس حَرَّمَ الله قتلها بغير حق، فكأنّما استحل قتل الناس جميعًا، لأنه يكفر باستحلاله قتل نفس محرم قتلها، فكان كاستحلال قتل الناس جميعًا، لأن من كفر بآية من كتاب الله يصير كافرًا بالكل. ......

وتحتمل الآية وجهًا آخر، وهو ما قيل: إنه يجب عليه من القتل مثل ما أنه لو قتل الناس جميعًا.

ووجه آخر: أنه يلزم الناس جميعا دفع ذلك عن نفسه ومعونته له، فإذا قتلها أو سعى عليها بالفساد، فكأنما سعى بذلك على الناس كافة. ...... وهذا يدل أن الآية نزلت بالحكم في أهل الكفر وأهل الإسلام جميعاً، إذا سعوا في الأرض بالفساد.

(أبومنصور الماتُريدی، تأويلات أهل السنة، ۳: ۵۰۱)

جس نے کسی ایسی جان کا قتل حلال جانا جس کا ناحق قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر رکھا ہے، تو گویا اس نے تمام لوگوں کے قتل کو حلال جانا، کیونکہ ایسی جان جس کا قتل حرام ہے، وہ شخص اس کے قتل کو حلال سمجھ کر کفر کا مرتکب ہوا ہے، وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے تمام لوگوں کے قتل کو حلال جانا، کیونکہ جو شخص کتاب اللہ کی ایک آیت کا انکار کرتا ہے وہ پوری کتاب کا انکار کرنے والا ہے۔

یہ آیت ایک اور توجیہ کی بھی حامل ہے اور وہ یہ کہ کہا گیا ہے کہ کسی جان کے قتل کو حلال جاننے والے پر تمام لوگوں کے قتل کا گناہ لازم آئے گا (کیونکہ عالم انسانیت کے ایک فرد کو قتل کر کے گویا اس نے پوری انسانیت پر حملہ کیا ہے)۔

ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ تمام لوگوں پر لازم ہے کہ اجتماعی کوشش کے ساتھ اس جان کو قتل سے بچائیں اور اس کی مدد کریں۔ پس جب وہ اس کو قتل کر کے فساد بپا کرنے کی کوشش کرے گا تو گویا وہ پوری انسانیت پر فساد بپا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ...... اور یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ یہ آیت اس حکم کے ساتھ تمام اہل کفر اور اہل اسلام کے لیے نازل ہوئی ہے جبکہ وہ فساد فی الارض کے لیے سرگرداں ہو۔

(۳) خون خرابہ تمام جرائم سے بڑا جرم ہے

قتل و غارت گری، خون خرابہ، فتنہ وفساد اور ناحق خون بہانا اِتنا بڑا جرم ہے کہ قیامت کے دن اللہ ﷻ ایسے مجرموں کو سب سے پہلے بے نقاب کر کے کیفرِ کردار تک پہنچائے گا۔

(۴) مسلمانوں کو (بم دھماکوں یا دیگر طریقوں سے) جلانے والے جہنمی ہیں

مسلمان کے قتل کو جائز سمجھنے اور انہیں جلانے والے نص قرآنی کے تحت نہ صرف دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں بلکہ عذابِ حریق کے مستحق بھی ٹھہرتے ہیں۔ سورۃ البروج کی آیت نمبر دس

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ○

’’بے شک جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اذیت دی پھر توبہ (بھی) نہ کی تو ان کے لیے عذابِ جہنم ہے اور ان کے لیے (بالخصوص) آگ میں جلنے کا عذاب ہے○‘‘

کی تفسیر میں بعض مفسرین نے فتنے میں مبتلا کرنے سے آگ میں جلانا بھی مراد لیا ہے۔ اس معنی کی رُو سے خودکش حملوں، بم دھماکوں اور بارود سے عامۃ الناس کو خاکستر کر دینے والے فتنہ پرور لوگ عذابِ جہنم کے مستحق ہیں۔

۱۰۔ خودکشی فعل حرام ہے

انسان کا اپنا جسم اور زندگی اس کی ذاتی ملکیت اور کسبی نہیں بلکہ اللہ ﷻ کی عطا کردہ امانت ہیں۔ زندگی اللہ تعالیٰ کی ایسی عظیم نعمت ہے جو بقیہ تمام نعمتوں کے لیے اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی لیے اسلام نے جسم و جاں کے تحفظ کا حکم دیتے ہوئے تمام افرادِ معاشرہ کو اس امر کا پابند بنایا ہے کہ وہ بہرصورت زندگی کی حفاظت کریں۔ یہی وجہ ہے اسلام نے خودکشی (suicide) کو حرام قرار دیا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے خودکشی کے عمل کو دوزخ میں بھی جاری رکھنے کا اشارہ فرمایا ہے۔ دراصل اس فعلِ حرام کی انتہائی سنگینی کو ظاہر کرتے ہیں۔ یعنی بہت سے ناجائز اُمور کی سزا تو جہنم ہوگی مگر خودکشی کے مرتکب کو

بار بار اس تکلیف کے عمل سے گزارا جائے گا۔ گویا یہ دُہرا عذاب ہے جو ہر خودکُش کا مقدر ہوگا۔ (**العیاذ باللہ۔**)

خودکشی کرنے والے پر جنت حرام ہے

کم سن نوجوانوں کی ذہن سازی (brain washing) کرکے اور انہیں شہادت اور جنت کے سبز باغ دکھا کر خودکش حملوں کے لیے تیار کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے خودکشی کرنے والے کے لیے جہنم کی دائمی سزا مقرر کی ہے۔ اللہ ﷻ نے ایسا کرنے والوں کے لیے **حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ** فرما کر جنت حرام فرما دی ہے۔

اسلام اپنی تعلیمات اور اَفکار و نظریات (teachings and idealogy) کے لحاظ سے کلیتًا اَمن و سلامتی، خیر و عافیت اور حفظ و اَمان کا دین ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک مسلمان اور مومن صرف وہی شخص ہے جو نہ صرف تمام انسانیت کے لیے پیکرِ اَمن و سلامتی اور باعثِ خیر و عافیت ہو بلکہ وہ اَمن و آشتی، تحمل و برداشت، بقاء باہمی اور احترامِ آدمیت جیسے اوصاف سے متصف بھی ہو۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو خود بھی سراپا سلامتی ہے اور دوسروں کو بھی اَمن و سلامتی کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کے برعکس اِقامت وتنفیذِ دین اور اِعلاءِ کلمہ حق کے نام پر انتہا پسندی، نفرت وتعصب، افتراق و انتشار، جبر وتشدد اور ظلم و عُدوان کا راستہ اختیار کرنے والے اور شہریوں کا خون بہانے والے لوگ چاہے ظاہرًا اسلام کے کتنے ہی علم بردار کیوں نہ بنتے پھریں، ان کا دعویٰ اسلام ہرگز قابلِ قبول نہیں ہوسکتا۔

۱۱۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق

اسلام شرفِ اِنسانیت کا علم بردار دین ہے۔ ہر فرد سے حسنِ سلوک کی تعلیم دینے والے دین میں کوئی ایسا اصول یا ضابطہ روا نہیں رکھا گیا جو شرفِ انسانیت کے منافی ہو۔ دیگر طبقاتِ معاشرہ کی طرح اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کو بھی ان تمام حقوق کا مستحق قرار دیا گیا ہے، جن کا ایک مثالی معاشرے میں تصور کیا جا سکتا ہے۔ غیر مسلم شہریوں کے حقوق کی اساس معاملاتِ دین میں جبر و اکراہ کے عنصر کی نفی کرکے فراہم کی گئی ہے:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ. (البقرۃ، ۲: ۲۵۶)

’’دین میں کوئی زبردستی نہیں‘‘۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا گیا:

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ○ (الکافرون، ۱۰۹: ۶)

’’(سو) تمہارا دین تمہارے لیے اور میرا دین میرے لیے ہے‘‘○

اسلامی معاشرے میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق کو کتنی زیادہ اہمیت دی گئی ہے اس کا اندازہ حضور نبی اکرم ﷺ کے اس فرمانِ مبارک سے ہوتا ہے:

أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا، أَوِ انْتَقَصَهُ، أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ، أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ، فَأَنَا حَجِيْجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

١ـ أبو داود، السنن، كتاب الخراج والفي والإمارة، باب في تعشير أهل الذمة إذا اختلفوا بالتجارات، ٣: ١٧٠، رقم: ٣٠٥٢

٢ـ بيهقي، السنن الكبرى، ٩: ٢٠٥، رقم: ١٨٥١١

٣ـ منذري، الترغيب والترهيب، ٤: ٧، رقم: ٤٥٥٨

٤ـ عجلوني نے 'كشف الخفاء (٢: ٣٤٢)

''خبردار! جس کسی نے کسی معاہد (غیر مسلم شہری) پر ظلم کیا یا اس کا حق غصب کیا یا اُس کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف دی یا اس کی رضا کے بغیر اس سے کوئی چیز لی تو بروز قیامت میں اس کی طرف سے (مسلمان کے خلاف) جھگڑوں گا''۔

(١) غیر مسلموں کے قتل عام اور ایذا رسانی کی ممانعت

اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ اُن حقوق میں سے پہلا حق جو اسلامی حکومت اور اسلامی معاشرہ کی طرف سے انہیں حاصل ہے وہ حقِ حفاظت ہے، جو انہیں ہر قسم کے خارجی اور داخلی ظلم و زیادتی کے خلاف میسر ہوگا تاکہ وہ مکمل طور پر امن وسکون کی زندگی بسر کر سکیں۔

اسلامی ریاست میں آباد غیر مسلم شہری کو قتل کرنا حرام ہے۔ کسی فرد کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی غیر مسلم شہری کو قتل کرے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا ۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا. (المائدة، ٥: ٣٢)

''جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد (پھیلانے کی سزا) کے (بغیر، ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا''۔

(٢) غیر مسلموں کے جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ مسلم ریاست کی اہم ترین ذِمہ داری

اِسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کا دفاع اِسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے اور اسلامی حکومت ان

کے جان و مال اور آبرو کی حفاظت کرے گی۔ اگر اسلامی ریاست کا کسی دوسری قوم سے معاہدہ ہو تو اس قوم کے تحفظ وسلامتی کی ذمہ داری بھی اسلامی ریاست پر ہوگی:

وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ م بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ.

(النساء، ۴: ۹۲)

''اور اگر وہ (مقتول) اس قوم میں سے ہو کہ تمہارے اور ان کے درمیان (صلح کا) معاہدہ ہے تو خون بہا (بھی) جو اس کے گھر والوں کے سپرد کیا جائے اور ایک مسلمان غلام/ باندی کا آزاد کرنا (بھی لازم) ہے''۔

غیر مسلم شہریوں کی جان کی حرمت حضور نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتی ہے:

دِيَةُ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ وَكُلِّ ذِمِّيٍّ مِثْلُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ.

۱۔ عبد الرزاق، المصنف، ۱۰: ۹۷۔ ۹۸

۲۔ ابن رشد، بداية المجتهد، ۲: ۳۱۰

''یہودی، عیسائی اور ہر غیر مسلم شہری کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے''۔

(۶) غیر مسلموں کے لیے مذہب اور عقائد کی آزادی کا حق

اسلام خدائے واحد کی بندگی کی دعوت دیتا ہے لیکن دوسرے مذاہب کے لوگوں پر اپنے عقائد بدلنے اور اسلام قبول کرنے کے لیے دباؤ نہیں ڈالتا، نہ کسی جبر و اکراہ سے کام لیتا ہے۔ دعوتِ حق اور جبر و اکراہ بالکل الگ حقیقتیں ہیں۔ اسلام کے پیغامِ حق کے ابلاغ کا حکم قرآنِ حکیم نے یوں بیان کیا ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ.

(النحل، ۱۶: ۱۲۵)

''(اے رسولِ معظم!) آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بحث (بھی) ایسے انداز سے کیجئے جو نہایت حسین ہو''۔

اسلام نے ایسے طریقِ دعوت سے منع کیا جس سے کسی فریق کی مذہبی آزادی متاثر ہوتی ہو۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ. (البقرة، ۲: ۲۵۶)

''دین میں کوئی زبردستی نہیں''۔

(۷) غیر مسلم شہریوں کے لیے معاشی آزادی کا حق

غیر مسلم شہریوں پر اسلامی حکومت میں کسبِ معاش کے سلسلہ میں کسی قسم کی پابندی نہیں ہے، وہ ہر کاروبار کر سکتا ہے جو مسلمان کرتے ہوں۔ سوائے اس کاروبار کے جو ریاست کے لیے اجتماعی طور پر نقصان کا سبب ہو۔ ایسا کاروبار جس طرح مسلمانوں کے لیے ممنوع ہوگا، اُسی طرح ان کے لیے بھی ممنوع ہوگا۔

(۸) اِجتماعی کفالت میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق

جس طرح اسلامی بیت المال کسی مسلمان کے معذور ہو جانے یا بوجہ عمر رسیدگی اور غربت کے محتاج ہو جانے پر کفالت کی ذمہ داری لیتا ہے اسی طرح اسلامی بیت المال پر ایک غیر مسلم کے معذور ہونے یا عاجز ہونے کی صورت میں اس کی کفالت لازم ہے۔

'کتاب الاموال' میں ابو عبید نے حضرت سعید بن میسّب ﷛ سے ایک روایت نقل کی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے ایک گھرانہ کو صدقہ دیا اور (حضور ﷺ کے وصال کے بعد بھی) وہ انہیں دیا جاتا رہا۔ (أبو عبید، کتاب الأموال: ۷۲۷-۷۲۸، رقم: ۱۹۹۴)

(۹) روزگار کی آزادی کا حق

اسلام میں ہر جائز ذریعہ روزگار کو مستحسن قرار دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰیO (النجم، ۵۳: ۳۹)

''اور یہ کہ انسان کو (عدل میں) وہی کچھ ملے گا جس کی اُس نے کوشش کی ہوگی (رہا فضل اس پر کسی کا حق نہیں وہ محض اللہ کی عطاء و رضا ہے جس پر جتنا چاہے کر دے)''O

حدیث مبارکہ میں ہے کہ کوئی بھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر اور کوئی کھانا نہیں کھا سکتا۔ اللہ کے نبی داوٗد ؑ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔

(۱۰) تمدنی اور معاشرتی آزادی کے تحفظ کا حق

اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہری اپنی قومی اور تہذیبی روایات کے مطابق رہ سکیں گے۔ یہاں تک کہ

ان کے شخصی معاملات یعنی نکاح طلاق بایں حد کہ نکاح محرمات بھی اگر ان کے تہذیبی شعائر میں رائج ہو تو اس سے بھی کوئی تعرض نہ کیا جائے گا۔

ایک دفعہ حضرت عمر بن عبد العزیز ﷺ نے حضرت حسن بصریؒ سے دریافت فرمایا کہ خلفائے راشدین نے اہلِ ذمہ کو نکاحِ محرمات کی کیوں اجازت دے دی تھی اور شاید آپ اس پر پابندی لگانا چاہتے تھے کیونکہ یہ فعل نوعیت کے اعتبار سے اس قدر شنیع ہے کہ فطرتِ سلیمہ اسے ہرگز قبول نہیں کرتی۔ جواب میں حضرت حسن بصریؒ نے لکھا:

انہوں نے جزیہ اس لیے دیا ہے کہ انہیں ان کے اعتقادات پر چھوڑ دیا جائے اور آپ تو خلفائے راشدین کی پیروی کرنے والے ہیں نہ کہ نئی راہ بنانے والے۔ (سرخسی، المبسوط، ۵: ۳۹)

(۱۱) شخصی رازداری کا حق

مملکتِ اِسلامیہ میں ہر فرد کو نجی زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے کہ کوئی شخص بغیر اس کی اجازت اور رضا مندی کے اس کے گھر میں داخل نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ ہر شخص کا مکان نجی اور پرائیویٹ معاملات کا مرکز اور اس کے بال بچوں کا مستقر ہوتا ہے۔ اس کے حق پر دست درازی خود فرد کی شخصیت پر دست درازی ہے اور یہ کسی طرح جائز نہیں۔ گھروں میں بغیر اجازت داخل ہونے کی صریح ممانعت آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَo فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ج وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌo (النور، ۲۴: ۲۷-۲۸)

’’اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو، یہاں تک کہ تم ان سے اجازت لے لو اور انکے رہنے والوں کو (داخل ہوتے ہی) سلام کہا کرو یہ تمہارے لیے بہتر (نصیحت) ہے تاکہ تم (اس کی حکمتوں میں) غور وفکر کروo پھر اگر تم ان (گھروں) میں کسی شخص کو موجود نہ پاؤ تو تم ان کے اندر مت جایا کرو یہاں تک کہ تمہیں (اس بات کی) اجازت دی جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو تم واپس پلٹ جایا کرو، یہ تمہارے حق میں بڑی پاکیزہ بات ہے، اور اللہ ان کاموں سے جو تم کرتے ہو خوب آگاہ ہے‘‘o

(جاری ہے) ☆☆☆☆☆

شہداء ماڈل ٹاؤن کے قاتل بالآخر اپنے انجام کو پہنچیں گے

شہداء ماڈل ٹاؤن کی یاد میں سالانہ تعزیتی اجتماع سے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

ترتیب وتدوین: محمد حسین آزاد // معاونت: نازیہ عبدالستار

آج سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کی یاد میں منعقدہ اس تعزیتی اجتماع میں حاضر ہیں جس سے سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے قائدین نے خطابات کئے جن کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں موجودہ دور کے حکمرانوں اور شہداء کے قاتلوں اور ان کے تمام محافظین کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں آپ میں اور ہم میں فرق اتنا ہے کہ آپ ان لوگوں کے پیروکار ہیں جو اپنے کردار، اپنے نظریے اور اپنے فعل میں ان کے پیروکار ہیں جنہوں نے اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے خانوادۂ رسول ﷺ کے شہزادوں کے مقدس جسموں کو پامال کیا تھا اور ہم ان کے پیروکار ہیں جن کے سر شہادتوں کے بعد نیزے پر چڑھ گئے تھے۔ آپ اپنے آپ کو فاتح سمجھیں لیکن ہمارے عقیدے میں فاتح وہی ہے جن کے سر نیزوں پر قرآن کی تلاوت کررہے تھے۔ ہمیں نہ شکست ہوئی ہے نہ ہوگی نہ کبھی ہوسکتی ہے۔ شکست ان کو ہوتی ہے جن کے حوصلے پست ہوجاتے ہیں، شکست ان کو ہوتی ہے جن کا یقین متزلزل ہوجاتا ہے، شکست ان کو ہوتی ہے جو دنیا کے لئے بے ضمیر ہوکر بک جاتے ہیں اور جو پیسے کا سودا کرتے ہیں مگر جن لوگوں کا دین نہیں بکتا، جن کی غیرت نہیں بکتی، جن کی امارت نہیں بکتی، جن کا تقویٰ نہیں بکتا، جن کا یقین نہیں بکتا، جن کا توکل نہیں بکتا، جن کا نظریہ نہیں بکتا، جن کا کردار نہیں بکتا، ان کے جسموں کے ٹکڑے بھی ہوجائیں پھر بھی فتح یاب ہوتے ہیں۔

آپ نے جبر اور بربریت کی اندھیری رات میں پورے پاکستان کو ڈبو رکھا ہے۔ آج تک تاریخ میں ایسی کوئی رات نہیں آئی جس کی صبح نہ آئی ہو۔ ہر رات کو بالآخر ختم ہونا ہے اور صبح کو طلوع ہونا ہے۔ ہر اندھیرے کو بالآخر چھٹنا ہے اور فجر کا اجالا آکر رہنا ہے۔ ہم فجر کے اجالے کے لوگ ہیں۔ تم اندھیری رات کے اندھیروں کے ساتھی ہو۔ تمہاری موت ہوگی اور تمہارا خاتمہ ہوگا اور پاکستان کے دنیا کے افق پر بالآخر سحر طلوع ہوگی۔ ہماری جنگ جاری ہے۔ ہم جنگ جاری رکھیں گے۔ ہم انصاف کے حصول کے لئے آخری دم تک لڑیں گے اور اس قوم

کو انصاف دلائیں گے۔ ہم ظلم کے سامنے کبھی جھکے تھے نہ جھکے ہیں نہ کبھی جھک سکتے ہیں۔ آپ نے آج سنا شہیدوں کے بھائیوں نے شہیدوں کے بیٹوں نے شہیدوں کے خاندانوں نے سال گزرنے کے بعد بھی کہا کہ تم میرے ایک شہید بیٹے کی قیمت دینے آئے ہو، میں اپنے بقیہ دو بیٹے بھی شہید کرانے کو تیار ہوں اگر تم اپنے بیٹے میرے سپرد کردو۔ لعنت ہے تمہارے پیسے پر، تمہاری دولت پر تمہارے لوٹے ہوئے خزانے پر۔ تم ایسے قارون ہو، تم شہیدوں کے خاندان اور مظلوموں کے ایک بچے کو خرید نہیں سکے۔ لعنت ہے تمہاری فرعونیت پر، تمہیں اپنے جبر پر ناز ہے۔ تمہیں اپنی دولت پر ناز ہے، تمہیں اپنی قارونیت پر ناز ہے مگر ہمیں اپنی فقیری پر ناز ہے۔ ہمیں اپنی غیرت پر ناز ہے۔ ہمیں اپنے اس کردار پر ناز ہے کہ کھانے کو نہ ملے مگر پھر بھی فقرو فاقہ میں اللہ والے بادشاہ ہوتے ہیں۔ وہ غنی ہوتے ہیں۔ وہ میرے کارکنوں کو خریدنے لگے تھے۔ شہیدوں کے خون کی قیمت دینے گئے تھے۔ میں کہتا ہوں تم شہیدوں کے بچوں کے جوتے نہیں خرید سکتے۔ میری جماعت کے چھوٹے چھوٹے کارکن اور شہید ہونے والے لاکھوں اور کروڑوں پتی لوگ نہیں تھے۔ محنت مزدوری کرنے والے تھے۔ ان کے پسماندگان، بچے بچیاں اور فیملیز بیشتر کے کاروبار ہی نہیں ہیں۔ جن کے روزگار نہ رہے ان کو ان کی جماعت اور تحریک Look After کررہی ہے۔ میں پوری دنیا کے سامنے کہہ رہا ہوں وہ جن کے پاس اپنے وسائل نہیں ہیں۔ ان میں سے کسی ایک غریب گھرانے کو نہیں خرید سکے۔ لاکھ جتن کر کے تم کبھی دائیں بائیں طعنہ زنی کرتے ہو یا دبے لفظوں سے لوگوں کو جھوٹا گمان دینے کی کوشش کرتے ہو مختلف لفظ بول کر کہ اس جماعت کو خرید لیا ہے۔ تمہاری دولت پر لعنت ہے، تمہاری فرعونیت پر لعنت ہے، تمہاری قارونیت پر لعنت ہے۔ ہمارے پاس ایمان کی دولت ہے۔ ان کارکنوں کے پاس آقا علیہ السلام کے عشق و محبت کی دولت ہے، ان کے پاس اہل بیت اطہارؓ اور صحابہ کرامؓ کی پیروی کی دولت ہے۔ ان کے پاس اخلاص کی دولت ہے، ان کے پاس ایمان کی دولت ہے ان کے پاس جرات کی دولت ہے، ان کے پاس شجاعت کی دولت ہے اور ان کے پاس دردِ دل کی دولت ہے۔

ان کے پاس ایسی دولت ہے جس کی وجہ سے وہ تم جیسے کروڑوں قارونوں سے بھی زیادہ غنی ہیں۔ آپ کہتے ہیں ہم تو بیریئر ہٹانے کے لئے آئے تھے میرے سوال کا جواب دیں پاکستان کی تقریباً 70 سالہ تاریخ میں کبھی کوئی ایک بیریئر ہٹانے کے لئے 18 تھانوں کی پوری فوج بھیجی جاتی ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں وہ بیریئر لگائے کس نے تھے؟ ہم نے لگائے ہی نہیں تھے وہ تو ماڈل ٹاؤن کی پولیس نے Request کر کے

لگوائے تھے اور چار سال سے ماڈل ٹاؤن کی پولیس ان بیریئر کی حفاظت کرتی ہے۔ وہ چار سال سے ان بیریئر کے لئے ڈیوٹی دے رہے تھے تو میرا سوال یہ ہے کہ سیکیورٹی کے پیش نظر بیریئر ماڈل ٹاؤن کی پولیس نے لگائے تھے تو کس کے حکم سے ہٹانے کے لئے پولیس آئی تھی؟

سانحہ ماڈل ٹاؤن کسی بیریئر ہٹانے کے لئے نہیں تھا۔ نہ یہ حادثہ اور اتفاق تھا۔ یہ منصوبہ بندی تھی مظلوموں کے اٹھنے والی آواز کو دبانے کی سازش تھی جو نہ دبی ہے نہ دبے گی۔ یہ مزدوروں، کمزوروں، انصاف سے محروم، پریشان حال اور انسانیت کو توانا کرنے کی اس جدوجہد کو روکنے کی سازش تھی۔ تم اس جدوجہد کو نہیں روک سکے اور نہ وہ آواز رکی ہے نہ رکے گی اور نہ یہ مشن رکے گا۔ اب یہ کہتے ہیں سانحہ ماڈل ٹاؤن پر JIT بنادی لہٰذا اس میں ہمارے لوگ Appear کیوں نہیں ہوتے اور ریکارڈ پر اپنا نکتہ نظر کیوں نہیں بیان کرتے؟ انتہا ہے ظلم کی، کبھی دنیا میں قاتلوں کی تفتیشی ٹیم پر مقتولین بھی حاضر ہوتے ہیں۔ جن لوگوں پر مشتمل آپ نے JIT بنائی ہے اور اپنی مرضی سے بنائی ہے جبکہ آپ اس قتل کے منصوبہ ساز ہیں اور آپ کی پوری ٹیم ہے۔ اس ٹیم میں قتل کی پوری منصوبہ بندی میں آپ سب شامل ہیں۔ ہمیں علم ہے کہ آپ کے ظلم و جبر پر مبنی اقتدار کے دور میں انصاف نہیں ملے گا۔ مگر ہم نہ انصاف سے محروم ہیں نہ اللہ کی رحمت سے محروم ہیں۔ انصاف کا جب وقت ہوگا ملے گا ایک وقت آئے گا جب آپ بھی تختہ دار پر چڑھیں گے۔

آپ کا وزیر کہتا ہے مجھے حلف کی پاسداری ہے، میں ڈیل پر بات نہیں کرسکتا۔ کبھی کوئی ہنس کر بات کر دیتا ہے، کبھی کوئی شرم ناک طریقے سے کرتا ہے، کون سے پردے رکھے ہوئے ہیں۔ قاتلوں کا کوئی حلف نہیں ہوتا۔ ظالموں کا کوئی حلف نہیں ہوتا۔ آپ کس حلف کے پاسدار ہیں۔ آپ کا ضمیر مردہ ہے۔ آپ پیسے کے پجاری ہیں۔ آپ کا دین، آپ کا ایمان آپ کا ضمیر آپ کا کردار سب کچھ پیسے کا پجاری ہے۔ آپ کا خدا پیسہ اور دولت ہے۔ اس لئے اس آئینے میں آپ کو اپنا چہرہ نظر آتا ہے۔ آپ سمجھتے ہیں دوسرا بھی آپ کی طرح ڈیل کے ساتھ بک جائے۔ اب ڈیل کرنے والوں اور ڈیل کہنے والوں پر خدا اور رسول ﷺ کی لعنت ہے اور ہمارا ہر کارکن لعنت دیتا ہے۔

آپ سے کہا تھا کہ JIT کارکن پنجاب نہیں کسی اور صوبے کی چاہیے۔ پاکستان کے تین اور صوبے بھی ہیں آپ وزیراعظم کہلاتے ہیں خود تو باقی تین صوبے بھی آپ کے انڈر ہیں۔ ہم نے کہا پنجاب پولیس قاتل

ہے۔ 12 گھنٹے اس نے دہشت گردی کی ہے خدا بھلا کرے اور اجر دے پاکستان کے پورے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو جنہوں نے 12 گھنٹے آپ کی درندگی، آپ کی دہشت گردی، آپ کی قتل و غارت گری پوری دنیا کو دکھائے رکھی۔ آنسو گیس سے لے کر شیلنگ اور گولیوں تک سب کچھ دکھایا۔ میڈیا والے میدان میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر پھرتے تھے اگر وہ نہ ہوتے تو ہمیں ہی قاتل بنا کر جیل میں ڈال دیتے۔ یہ اس میڈیا نے رات اور دن میں سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کروا دیا۔ ورنہ رات کا اندھیرا تھا تم خدا جانے کیا کرتے۔ وہ JIT اسی پولیس پر مشتمل آپ نے بنائی ہے۔

پولیس قاتل ہے، اسی پولیس کے خلاف ہماری FIR ہے۔ اسی پولیس کو قتل کے لئے بھیجنے والے آپ ہیں۔ JIT بنانے والے آپ ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ ہمارا ایک بندہ بھی چلا جائے اور آپ کی اس جھوٹی، دہشت گرد JIT کو تسلیم کر لے۔ وقت آئے گا، انصاف مقرر ہے ان شاء اللہ وقت آئے گا۔ ہمیں اللہ رب العزت کی ذات پر یقین اور ایمان ہے۔ ہم حوصلہ ہارنے کو کفر سمجھتے ہیں۔ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن اس قتل عام سے ایک دن پہلے پنجاب کے IG کو کیوں تبدیل کیا؟ 15,16 تاریخ کو ان کے ہاں میٹنگ ہوتی ہے منصوبہ بندی ہوتی ہے۔ کون سی اچانک ضرورت پیش آگئی تھی کہ اس قتل عام سے 17 جون کو ایک دن پہلے IG پنجاب کو تبدیل کر دیا گیا اور جس IG کو آپ نے Daputation دے کر بلوچستان میں پھینکا تھا اس کو فوری بلا کر یہاں لگا دیا۔ آپ کہتے ہیں مجھے خبر نہیں، آپ اس سارے سانحہ کی ذمہ داری نہیں لینا چاہتے۔

پورا قتل عام کا سانحہ اس میں پرائم منسٹر اور چیف منسٹر صاحب براہ راست اول سے آخر تک نگرانی کر رہے تھے۔ یہ قاتل ہیں۔ یہ درندے ہیں۔ یہ دہشتت گرد ہیں، مگر بدنصیبی اس قوم کی ہے کہ وہ تخت سلطنت پر بیٹھے ہیں۔ پھر جو جوڈیشل کمیشن چیف منسٹر آف پنجاب نے بنایا۔ اس جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ کو شائع کیوں نہیں کیا؟ میرے سوال کا جواب دیں، آپ نے کہا تھا کہ اگر جوڈیشل کمیشن نے ذمہ داری مجھ پر ڈال دی تو میں مستعفی ہو جاؤں گا۔ اس جوڈیشل کمیشن نے قتل کی ذمہ داری آپ پر اور آپ کی حکومت پر ڈال دی۔ آپ آج تک براجمان بیٹھے ہیں۔ اگر آپ کا ضمیر زندہ ہوتا تو آپ کے کئے پر ملامت کرتا تو آپ مستعفی ہو جاتے۔ ڈھٹائی کی حد ہے۔ جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ نے آپ کو ذمہ دار ٹھہرایا اس لئے آپ اس کو آج تک شائع نہیں کر سکے۔ اب ہائی کورٹ میں جوڈیشل کمیشن کے قیام کو ایک اور وکیل کے ذریعے چیلنج کروا رکھا ہے۔ ایک اور

وکیل سے پٹیشن کروا کر ہائی کورٹ میں پٹیشن دائر کروا رکھی ہے کہ جوڈیشل کمیشن کا قیام بھی غیر قانونی تھا تا کہ اس کی رپورٹ بھی جائے اور جوڈیشل کمیشن کی پوری کاروائی بھی جائے۔ اگر آپ بے گناہ ہیں تو آپ کو ڈر کیا ہے اور ہائی کورٹ کا ایک جج آپ کا مقرر کردہ جوڈیشل کمیشن کی سربراہی کر کے رپورٹ دیتا ہے آپ اس رپورٹ کو شائع نہیں کرتے۔ اپنے چھوٹے درجے کے پولیس افسران اور ملازمین پر مشتمل JIT نچلے درجے کی بنا کر آپ تفتیش کروا رہے ہیں میں آپ سے پوچھتا ہوں اب آپ کی JIT اس چند پولیس افسران کو ذمہ دار ٹھہرا رہی ہے۔ میرا سوال ہے کہ 16 اور 17 جون کو پولیس پنجاب پولیس کس کے کنٹرول میں تھی۔ Simple بات ہے اس پنجاب کا کوئی اور ہوم منسٹر نہیں ہے۔

ہوم منسٹر بھی شہباز شریف صاحب خود ہیں۔ پولیس ڈائریکٹ بھی شہباز شریف صاحب کے انڈر ہے اور ان کے پیچھے ہوم سیکرٹری ہوتا ہے۔ پولیس اگر ذمہ دار ہے تو پولیس کے ہیڈ تو آپ ہیں۔ لہذا بحیثیت وزیراعلیٰ اور بحیثیت وزیرداخلہ پنجاب آپ ذمہ دار ہیں۔ اس ریاستی دہشت گردی پر کوئی بات نہیں اگر اِس وقت انصاف نہیں مل رہا۔ بیس کروڑ کو بھی انصاف نہیں مل رہا۔ آپ کب تک انصاف کا راستہ روکیں گے۔ مجھے سوال کا جواب دیں جو مقتول ہوئے شہداء ہوئے، ان کے ورثا جس طرح کی JIT تفتیش کے لئے چاہتے ہیں پنجاب سے باہر کسی صوبہ پر مشتمل آپ وہ غیر جانبدار JIT کیوں نہیں بنانے دیتے؟ اگر آپ بے گناہ ہیں، اگر آپ نے قتل نہیں کیا اور آپ نے قتل نہیں کرایا اور آپ نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے قتل عام کا حکم نہیں دیا۔ اگر آپ اس کے ذمہ دار نہیں ہیں تو آپ کیوں نہیں غیر جانبدار JIT بنانے دیتے؟ ہاں پاکستان میں تو ایسے واقعات بھی ہیں کہ قتل کے کیس میں انکوائری کے لئے سکاٹ لینڈ یارڈ سے بلوایا گیا۔ ہم نے مطالبہ نہیں کیا کہ سکاٹ لینڈ یارڈ سے بلوا کر تفتیش کرے۔ ہم نے پاکستان کے اندر ہی سے KPK سے نمبر 1 نام دیا تھا کہ اس صوبہ سے بلوالیا جائے کیونکہ ہم پنجاب کے کسی افسر سے تفتیش نہیں کروانا چاہتے۔ اگر سکاٹ لینڈ یاڈ آ کر تفتیش کرسکتی ہے تو اپنے ہی ملک کے دوسرے صوبے سے تفتیش کیوں نہیں ہوسکتی؟

کیا دنیا کے کسی معاشرے میں کسی Society میں ایسا ہے کہ قاتل جو ملزم کی کرسی پر بیٹھے اور قاتل خود کہے کہ میں تفتیش کروں گا اور میں رپورٹ پیش کروں گا۔ میں قاتلوں کا فیصلہ کروں گا اور میں فیصلہ سناؤں گا۔ دنیا میں کہیں ہے کہ قاتل خود منصف بیٹھے۔ لہذا یہ قاتلوں کی JIT ہے مقتولوں کو انصاف دینے کے لئے نہیں

ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر پولیس افسران نے خود گولی چلائی تو کتنوں کو برطرف کیا قتل کیا؟ اگر آپ کا Order نہیں تھا اور پولیس افسران نے خود کیا ہے تو وہ سارے Enjoy کررہے ہیں ساتھ جو میٹنگ کو ہیڈ کرنے والے تھے جن کو آپ نے برطرف کیا تھا۔ کیا عدالت نے فیصلہ سنادیا ہے ان کی بے گناہی کا کہ ان کو پھر سے وزیر قانون کے طور پر بحال کردیا ہے۔ Simple سوال ہے جن کو آپ نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے فوری بعد برطرف کیا تھا وزیر قانون کے عہدے سے وہ دوبارہ وزیر قانون کیسے بن گئے؟ ان کی بے گناہی کا حکم کس نے دیا؟ یہ جو آپ کے اطوار ہیں، طور طریقے ہیں، شعار ہیں، یہ خود بتاتے ہیں کہ قاتل آپ ہیں۔ بقول وزیر اعلیٰ پنجاب کے بیان حلفی کے مطابق آپ کی بات مان لی جائے آپ نے کہا کہ 9 بجے مجھے تو قیصر شاہ نے اطلاع دی کہ یہ ہورہا ہے تو نو بجے تو آپ کے اقرار کے مطابق آپ کو اطلاع مل گئی۔ اب ہم کہتے ہیں کہ پوری دنیا کا میڈیا کہتا ہے کہ نو بجے جب آپ کو خبر ہوئی اس وقت تک ایک لاش بھی نہیں گری تھی۔ اس وقت تک گولی بھی نہیں چلی تھی۔ اس وقت تک شیلنگ تھی صرف آنسو گیس تھی۔ لاٹھی چارج تھا۔ پتھراؤ تھا آپ کو نو بجے خبر ہوئی آپ کا اقرار ہے جبکہ شہادتیں ہوئیں ساڑھے 11 بجے اور ساڑھے بارہ بجے لہذا جب تک آپ کو خبر نہ تھی تو پولیس شیلنگ کررہی تھی جب آپ براہ راست ملوث ہوگئے اس کے بعد شہادتیں ہوئیں۔ لہذا قاتل کوئی اور نہیں آپ خود ہیں۔

رب ذوالجلال اس قتل کا بدلہ لے گا۔ ایک کو برطرف کیا سترہ جون کے قتل عام کے نتیجے میں۔ عدالت میں کیس کے فیصلے سے پہلے ہی ایک کو وزیر قانون لگادیا دوسرا آپ کا افسر پرنسپل سیکرٹری تھا اس کو برطرف کیا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا اس کو آپ نے سوئٹزر لینڈ میں World Trade Organization کا پاکستان کا سفیر بنادیا۔ کیوں؟ ہمیں علم ہے کیوں بنایا ایک کو پھر وزیر قانون اور دوسرے کو سوئٹزر لینڈ میں ایمبیسیڈر کیوں بنایا۔ اس لئے کہ خطرہ ہے آپ کو کہ وہ وعدہ معاف گواہ نہ بن جائیں۔ ان کو آپ کے سارے کرتوت کا علم ہے کہیں بات نکل نہ جائے۔ لیکن عمر بھر حکمران آپ نے نہیں رہنا۔

؎ تم سے پہلے بھی یہاں کوئی شخص تخت نشین تھا

اسے بھی خدا ہونے کا اتنا ہی یقین تھا

پہلے بھی جب آپ کا تخت الٹا تو آپ جیل میں گئے پھر معافی مانگ کر باہر گئے۔ اب بھی وہ وقت دور

نہیں۔ اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ ہم تو کیونکہ ایمان رکھتے ہیں۔ واقعہ کربلا کے شہیدوں کی فتح ہے۔ ان کے بھی قاتلوں کو انجام تک پہنچانے میں وقت لگا تھا لیکن جب وقت لگا تو پھر سارے خاندان کی سلطنت بھی گئی انہوں نے 72 شہید کئے تھے تو بدلہ ایک لاکھ 40 ہزار کا ہوا۔ جب وقت آتا ہے تو پھر کوئی ناخدا نہیں رہتا۔ آپ کو اپنی دولت اور اقتدار پر یقین ہے۔ ہمیں رب ذوالجلال کی قدرت پر یقین ہے۔ حیرت ہے پاکستان کے سارے الیکٹرانک میڈیا نے دکھایا اپنی آنکھوں سے DiG آپریشن خود موجود ہے۔ ان کے خلاف بھی کوئی کاروائی ہوئی؟ پولیس کا ایک IG ہے اگر آپ بے گناہ ہیں تو کیا IG بھی برطرف ہوا؟ کتنے DSP تھے، SP تھے، کتنے SHO تھے کوئی برطرف ہوا؟ کیا کوئی جیل میں ہے؟ چودہ شہیدوں کو کسی کی گولی تو لگی ہے۔ میڈیا آپ کو گولیاں مارتے ہوئے دکھا رہا ہے۔ بھئی کراچی میں شہادتیں ہوتی ہیں قاتل نظر نہیں آتے ان کو تلاش کرنا پڑتا ہے کہ قتل کس نے کیا۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت ہوئی تو قاتل دکھائی نہیں دیتے کہ کون شہید کر گیا۔ ماڈل ٹاؤن کا قصہ تو جداگانہ ہے یہاں تو قاتل 12 گھنٹے تک TV کیمرے کے سامنے رہے۔ دو چار، پانچ منٹ کی بات نہیں بارہ گھنٹے تھے میڈیا دکھاتا رہا۔ سیدھی بندوق کر کے گولیاں چلتی دکھا رہا تھا۔ جن کے ہاتھوں میں بندوق ہے ان کے اسٹیکر بھی دکھا رہا ہے۔ یہاں تو قاتلوں کو تلاش کرنے کی حاجت نہیں قاتل تو سامنے ہیں صرف قتل کے منصوبہ ساز پردے کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔

اور جنہوں نے قتل کیا وہ تو ساری دنیا کے سامنے ہیں ان میں سے کتنے جیل کے پیچھے ہیں؟ ایک شخص بتادے۔ آپ کو یہ بات کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ شرم سے ڈوب مرو غیرت نام کی، حیا نام کی، ایمان نام کی کوئی شے آپ کے اندر موجود نہیں۔ جو آپ کے ساتھ شریک ہیں ٹکے ٹکے کے پیسے پر بکنے والے ہیں بے ایمان ہوجانے والے، بے ضمیر ہوجانے والے جو پیسے حکومت اور اقتدار کی خاطر قتل کرنے والے قاتل بننے والے جبر کرنے والے ان کا بھی آپ کے ساتھ یہی انجام ہوگا۔ جہاں آپ جائیں گے وہ بھی جائیں گے۔

وہ تو اگر آپ اس سانحہ سے اتنے لاتعلق ہیں تو 17 جون کو آپ نے پورا پنجاب کنٹینر لگا کر آپ نے کیوں سیل کیا یوں پورے پنجاب کو محصور کر دیا گیا تھا۔ آپ کیوں کہتے ہیں کہ میں چوبیس گھنٹے جاگتا ہوں۔ عوام کی خدمت کرتا ہوں میں سوتا ہی نہیں۔ 17 جون کی رات ہی نیند آگئی تھی آپ کو؟ جس رات آپ نے قتل کروائے تھے اور معصوموں کے خون بہانے تھے اس رات آپ نے سونا تھا۔ جس رات کربلا میں خون بہہ رہا ہوگا

یزید بھی نہیں سویا ہوگا۔ ابن زیاد بھی نہیں سویا ہوگا۔ اس کو پتہ ہے کہ میں کیا کروار ہا ہوں۔ جس رات آپ نے خون بہانے کی منصوبہ بندی کی ہو اس رات کون سوتا ہے؟ جس کا ضمیر زندہ ہو کیا وہ سوسکتا ہے؟ 100 ٹیبلٹ لے لیں اسے نیند کہاں آتی ہے؟ کچھ نہ سہی یہ تو پتہ ہے آپ کو دو دن پہلے رانا ثناء اللہ اور آپ کے پرنسپل سیکرٹری جو میٹنگ کو ہیڈ کرر ہے ہیں میٹنگ ہوئی ہے بقول آپ کے اور آپ اس کو Message کا نام دیتے ہیں۔ جب آپ کی میٹنگ ہوتی ہے تو توقیر شاہ یہاں کسی محکمے کے ہیڈ نہیں وہ اس میٹنگ میں کیوں بیٹھے ہیں؟ اس بات کا جواب دیں وہ اس میٹنگ میں کیوں آتے ہیں وہ تو کسی بھی محکمے کا نمائندہ نہیں۔ وہ صرف آپ کا پرنسپل سیکرٹری ہے۔ وہ پنجاب حکومت کے کسی محکمے کا سیکرٹری نہیں ہے۔ آپ کا ذاتی نمائندہ ہے ہمیشہ وزیراعلیٰ کا پرنسپل سیکرٹری اس کا ذاتی نمائندہ ہوتا ہے۔ اس میٹنگ میں بیٹھا ہوا ہے آپ نے پوچھا وہ کیا کرنے گیا ہے؟ آپ نے کہا مجھے خبر ہی نہیں اس میٹنگ میں وفاقی حکومت کے افسران بھی بیٹھے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ نواز شریف کو خبر ہی نہیں۔ وفاقی حکومت کے افسران اسلام آباد سے یہاں آ کر اس میٹنگ کو Attend کرر ہے ہیں۔ اس میں منصوبہ بن رہا ہے۔ پوری Planning ہو رہی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ میں بے خبر ہوں۔ میں سو گیا تھا۔ مجھے پتہ ہی نہیں۔ آپ کے محلے میں قیامت بپا ہو اور آپ کو نیند آ جائے۔ اس کا مطلب ہے آپ انسان ہی نہیں ہیں۔ اور میرا آخری سوال یہ ہے کہ بتادیں اگر آپ قاتل نہیں تو پھر قاتل کون ہے؟ قتل تو ہوئے ہیں۔ لاشیں تو گری ہیں۔ 14 شہداء ہوئے ہیں پھر ان کا کوئی قاتل تو ہوگا اگر آپ نہیں تو پھر قاتل ہے کون؟ اور کس نے قتل کیا ہے؟ اگر وہ پولیس کے افسران ہیں تو اس کے ہیڈ آپ ہیں۔ وہ آپ کی منسٹری کے انڈر ہیں پھر بھی ذمہ دار آپ ہیں۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے یوم شہداء کے موقع پر ہم اپنا عزم پھر دہرا رہے ہیں اور ببانگ دہل کہہ رہے ہیں شریف برادران آپ سترہ جون کے شہداء کے قاتل ہیں۔ پنجاب پولیس قاتل ہے۔ JIT میں جو بیٹھے ہیں وہ قاتلوں کے نمائندے ہیں۔ یہ وقت ان شاء اللہ آئے گا مظلومیت کی آواز یزید بھی سمجھتا ہوگا ابن زیاد بھی سمجھتا ہوگا کہ میں نے سر نیزے پر چڑھا کے لاشوں کو پامال کر کے آواز دبادی ہے مگر حق کی آواز دبا نہیں کرتی۔ حق کی آواز کبھی اس طرح نہیں دبتی ان شاء اللہ تعالیٰ انصاف ملے گا اور حق کی فتح ہوگی۔ **جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا** باطل کو جانا ہے اور حق کو سربلند ہونا ہے۔

☆☆☆☆☆

شاعر دربار رسالت ﷺ

حضرت حسان بن ثابتؓ

محمد احمد طاہر

نام ونسب

حسان نام، ابو الولید کنیت، شاعر رسول اللہ (ﷺ) لقب تھا۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ میں حضرت امام ابن حجر عسقلانیؒ (المتوفی ۸۵۲ھ) نے آپ کا نسب یوں بیان کیا ہے:

حسان بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار الانصاری الخزرجی ثم النجاری۔

حضرت حسانؓ کی والدہ کا نام فریعہ بنت خالد بن جیش بن لوذان خزرجیہ تھا۔

صاحب سیر الصحابہ، جناب مولانا سعید انصاری مرحوم رقمطراز ہیں:

حضرت حسانؓ کے آباؤ اجداد اپنے قبیلہ کے رئیس تھے۔ فارغ کا قلعہ جو مسجد نبوی سے مغرب کی جانب باب الرحمہ کے مقابل واقعہ تھا، انہی کا سکونت گاہ تھا۔ سلسلہ اجداد کی چار پشتیں نہایت معمر گزریں، عرب میں کسی خاندان کی چار پشتیں مسلسل اتنی طویل العمر نہیں مل سکتیں۔ حرام جو کہ حضرت حسانؓ کے پردادا تھے ان کی عمر 120 سال تھی۔ ان کے بیٹے منذر اور ثابت بن منذر اور حسان بن ثابت سب نے یہی عمر پائی۔

(سیر الصحابہ، ادارہ اسلامیات لاہور، ج ۳، ص ۲۸۱)

قبول اسلام

حضرت حسان بن ثابتؓ حالت ضعیفی میں ایمان لائے۔۔ ہجرت کے وقت ساٹھ برس کی عمر تھی۔

غزوات میں شرکت

ڈاکٹر ایم ایس ناز اپنی تصنیف انسائیکلو پیڈیا اصحاب النبی ﷺ میں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت حسانؓ

نے کئی غزوات میں شرکت کی۔ حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ نے غزوات میں شرکت کی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہ کر اپنے نفس اور زبان سے جہاد کیا۔ غزوہ خندق میں حضرت حسانؓ عورتوں کے ساتھ قلعہ میں تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب بھی اسی قلعہ میں تھیں۔ ایک یہودی نے قلعہ کے گرد چکر لگایا۔ حضرت صفیہؓ کو اندیشہ ہوا کہ اگر یہودیوں کو اطلاع ہوگئی تو بڑی مشکل پیش آئے گی کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ جہاد میں مشغول تھے۔ انہوں نے حضرت حسانؓ سے کہا: اس کو مارو ورنہ یہود کو جاکر خبر کردے گا۔ اس پر آپؓ نے جواب دیا: آپ کو معلوم ہے کہ میرے پاس اس کا کوئی علاج نہیں۔ حضرت صفیہؓ نے یہ جواب سن کر خود خیمہ کی چوب اٹھائی اور یہودی کو قتل کرکے حضرت حسانؓ سے کہا: اب جاکر اس کا سامان اتار لاؤ۔ حضرت حسانؓ بولے: مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

(ڈاکٹر ایم ایس ناز۔ انسائیکلو پیڈیا اصحاب النبیؐ۔ مقبول اکیڈمی لاہور)

اہل وعیال

آپؓ کی بیوی کا نام سیرین تھا جو کہ زوجہ رسول ﷺ حضرت ماریہ قبطیہؓ کی بہن تھیں۔ ان سے عبدالرحمٰن نامی ایک لڑکا پیدا ہوا۔

اخلاق و عادات

ان کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ وہ دربار نبوی ﷺ کے شاعر تھے اور حضور نبی اکرم ﷺ کی جانب سے کفار کی مدافعت میں اشعار کہتے تھے۔ جس پر رسول اکرم ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی کہ خدایا روح القدس سے ان کی مدد کر۔ اس بناء پر بارگاہ نبوی ﷺ میں ان کو خاص تقرب حاصل تھا۔

طبیعت کی کمزوری کے باوجود اخلاقی جرات موجود تھی۔ ایک مرتبہ مسجد نبوی ﷺ میں شعر پڑھ رہے تھے، حضرت عمرؓ نے منع کیا تو جواب دیا کہ میں تم سے بہتر شخص کے سامنے پڑھا کرتا تھا۔

زمانہ جاہلیت میں شراب پیتے تھے لیکن جب مسلمان ہوئے تو قطعی طور پر پرہیز کیا۔ ایک مرتبہ ان کے قبیلہ کے چند نوجوان مے نوشی میں مصروف تھے۔ حضرت حسانؓ نے دیکھا تو بہت لعنت ملامت کی، جواب ملا یہ سب آپ ہی کا فیض ہے۔ اس پر آپ نے ایک شعر میں ان کو جواب دیا:

و نشربها تمتر کنا ملوکا　　　　واسدا ماینهنها اللقاء

ہم اسی کے بموجب پیتے ہیں، خدا کی قسم جب سے مسلمان ہوا شراب منہ کو نہیں لگائی۔ (سیر الصحابہ، ج۳،ص۳۰۱)

فضائل و مناقب حسانؓ

۱۔ حضرت امام حاکمؒ نے المستدرک میں حضرت براء بن عازبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت حسانؓ سے فرمایا: مشرکین کی ہجو بیان کر بے شک اللہ تعالیٰ روح القدس سے تیری تائید کرتا ہے۔ بے شک جب تو ان کی ہجو (مذمت) کرتا ہے روح القدس (حضرت جبرائیل علیہ السلام تیرے ساتھ ہوتے ہیں)۔ (المستدرک،۳/۴۷۸)

۲۔ حضرت امام مسلمؒ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسان کے لئے مسجد میں منبر رکھتے تھے۔ جس پر وہ کھڑے ہوکر رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اظہار فخر کیا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے: بے شک اللہ تعالیٰ روح القدس سے حضرت حسانؓ کی تائید و مدد کرتے ہیں۔ جب یہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اظہار فخر اور مقابلہ کرتے ہیں۔ (مسلم،۲/۱۴۴)

۳۔ حضرت امام محمد بن علی الشوکانیؒ (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے اپنی تالیف فضائل صحابہ و اہل بیتؓ میں بحوالہ ابن عساکر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حسان مومن اور منافقین کے درمیان ایک امتیاز ہے۔ مومن حسان سے محبت کرتا ہے اور منافق ہی اس سے بغض رکھتا ہے۔

(امام محمد بن علی الشوکانی، فضائل اہل بیت وصحابہ کرامؓ، بیت العلوم لاہور، ص۳۰۵)

۴۔ حضرت علامہ علاء الدین علی متقی بن حسام الدین (متوفی ۹۷۵ھ) نے اپنی تصنیف کنزالعمال میں حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کی ایک روایت نقل کی ہے: ایک مرتبہ حضرت زبیر بن عوامؓ صحابہ کرامؓ کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے تو حضرت حسانؓ اہل مجلس کو اشعار سنا رہے تھے مگر اہل مجلس محظوظ نہیں ہو رہے تھے۔ حضرت زبیرؓ ان کے ساتھ مل بیٹھے اور کہا: تم لوگ شوق سے ان کے اشعار کیوں نہیں سنتے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ اس کے اشعار سنتے تھے اور اسے داد دیتے تھے اور آپ اعراض نہیں کرتے تھے۔ (کنزالعمال، ج۱۳، ص۱۵۷)

حضرت حسانؓ سے مروی روایات

الاصابہ کے مطابق حضرت حسانؓ نے حضور نبی اکرم ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں اور حضرت سعید بن المسیبؒ، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؒ، عروہ بن زبیرؒ نے آگے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابتؓ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

لعن رسول الله ﷺ زوارات القبور.

(رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کے لئے جانے والی عورتوں پر لعنت کی ہے) (یہ حدیث منسوخ ہے۔۔۔۔ راقم) (المستدرک، حضرت امام حاکم، رقم الحدیث: ۱۳۸۵)

۲۔ جنگ احد کے موقع پر جب نبی اکرم ﷺ کے پاس تمام لوگ بھاگ چکے تھے آپ اس نازک وقت میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے رہے حالانکہ دشمن آپ ﷺ کے باکل قریب تھا اور آپ پر چڑھ دوڑا تھا۔ ان کے جسم کا اکثر حصہ خون سے لتھڑا ہوا تھا۔ اس بات کے ڈر سے کہ کہیں لوگ یہ باتیں نہ کریں کہ ان کے جذبات ٹھنڈے پڑ گئے ہیں۔ (المستدرک، ج۳، رقم: ۵۶۱۷)

مدحت ونعت مصطفیٰ ﷺ

حضرت حبیب بن ابی ثابتؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابتؓ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

شهدت باذن الله ان محمدا	رسول الذی فوق السما وات من عل
وان ابا يحيى ويحيى كلاهما	له عمل فی دينه متقبل
وان اخا الاحقاف اذقام فيهم	يقول بذات الله فيهم ويعدل

(ابن ابی شیبہ، المصنف، ج۵، ص۲۷۳، رقم: ۲۶۰۱۷)

میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے یہ گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ رب العزت کے برگزیدہ رسول ہیں اور بے شک ابویحییٰ (حضرت زکریا علیہ السلام) اور حضرت یحییٰ علیہ السلام دونوں آپ ﷺ کے دین میں مقبول عمل ہیں اور حضرت ہود علیہ السلام جب اپنی قوم میں کھڑے ہوتے تو فرماتے: اللہ کی ذات کی قسم! وہ نبی آخرالزماں ان میں ہیں اور وہ عدل وانصاف کرنے والے ہیں۔

تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اور وہ (نبی آخرالزماں) میں ہی ہوں۔

وفات

حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

یوم آزادی کا تقاضا پاکستان کی ترجیحات کا تعین

خصوصی تحریر

ڈاکٹر ساجد خاکوانی

1۔پہلی ترجیح:نظریاتی تشخص

دو قومی نظریے کی کوکھ سے پھوٹنے والا نظریہ پاکستان اس مملکت خداداد کا جواز حقیقی ہے۔23مارچ1940ء کے دن ہندوستان بھر کے مسلمانوں نے ایک قرارداد کے ذریعے،حصول پاکستان کے راستے اس نظریہ کو اپنی منزل بنایا۔برصغیر کے گلی کوچے ''پاکستان کا مطلب کیا۔لاالہ الااللہ'' کے نعرے سے گونج اٹھے اور تقسیم کے وقت ،ہجرت کے عمل نے انبیاء علیہم السلام کی سنت تازہ کرتے ہوئے اس نظریہ کو عملی جامہ پہنانے کے عزم پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

جو نظریہ، وجودِ مملکت کا باعث ہوتا ہے وہی نظریہ ہی ارتقائے سلطنت و ریاست کا ضامن ہوتا ہے۔گویا پاکستان کی ترقی نظریہ پاکستان کی اولین ترجیح سے ہی مشروط ہے۔وطن عزیز پاکستان کی ترقی کے لیے پہلی ترجیح کے طور پر نظریہ پاکستان کو ہی پاکستانیوں کا عقیدہ بنانا ہوگا،پاکستان کے معاشی،سیاسی اور معاشرتی نظام کو نظریہ پاکستان کا سہرا پہنانا ہوگا۔نجی اور ذاتی زندگی سے لے کر بین الاقوامی معاملات تک اسی نظریہ کی بالا دستی کو قبول کرنا ہوگا،تعلیم، تدریس ،دفاع اور دفتری معاملات کی ترجیحات میں اسی نظریہ کو اولیت دینا ہوگی اور نظریہ پاکستان کو پاکستان کی داخلی و خارجی پہچان بنانا ہوگی تب ہی آزادی کے ایک طویل عرصے کے بعد صحیح سمت میں سفر ممکن ہو سکے گا۔

مشرق و مغرب میں پروردہ متعدد نظریات کی چکا چوند نے پاکستان اور اہل پاکستان کو احساس کمتری میں مبتلا کیا ہے۔ان میں سے کسی نظریے کی تنفیذ اس تسبیح کو دانہ دانہ کر دینے کے مترادف ہوگی جو پاکستان کی وحدانیت کا باعث ہے۔قرطاس تاریخ گواہ ہے کہ نظریات ہی اقوام کی پہچان ہوتے ہیں۔دیگر اقوام کے نظریات اپنانے سے نہ صرف یہ کہ پاکستان اپنا وجود گم کر بیٹھے گا بلکہ ذلت،پستی اور گمشدگی کی ان اتھاہ گہرائیوں میں جا پڑے گا جہاں سے واپسی ناممکنات عالم میں سے ہے۔

نظریہ پاکستان دراصل اسلامی نظریہ فکروعمل کے سوتے سے پھوٹتا ہوا وہ شیریں چشمہ ہے جو پاکستان

کے پس منظر میں نو مولود کے لیے شیر مادر کی حیثیت رکھتا ہے۔ پاکستان کی ترقی کا راز اسی چشمے سے ہی سیرابی میں مضمر ہے۔ پاکستان کے اندر انفرادی و اجتماعی مسائل کے حل کی ضمانت صرف اسی نظام میں ہے جو مکہ اور مدینہ کے راستے یہاں تک پہنچا۔ پاکستان کی پیاس اسی چشمے سے سیرابی میں ممکن ہے اور پاکستان کی شکم سیری اسی چشمے کے پانی سے تیار کی ہوئی فصلوں میں پوشیدہ ہے۔

قوم مذہب ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں　　　جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں (اقبال)

2۔دوسری ترجیح:قومی وملی شعار کی ترویج

پاکستان میں یہ یقین بیدار کرنا ہوگا کہ آزادی میسر آچکی ہے، غلامی کے بادل چھٹ چکے ہیں، پاکستان کو اپنا سفر خود سے شروع کرنا ہے، آزادی کو بہت بڑی ذمہ داری سمجھنا ہے، اپنے فیصلے خود کرنا ہیں، سخت سے سخت فیصلے بھی کر گزرنا ہیں، پاکستان کو اپنے مفادات کا تحفظ خود کرنا ہے، اپنی باگ ڈور دوسروں کے ہاتھوں میں قطعاً نہیں دینی اور دنیا میں اپنی آزادانہ حیثیت منوانا ہے۔

آزادی کا شعور قومی و ملی شعائر سے ہی ممکن ہے۔ کسی بھی قوم کا اولین شعار اسکی قومی زبان ہوا کرتی ہے۔ پہلے انسان سے آج تک کسی قوم نے دوسری کسی قوم کی زبان سیکھ کر ترقی نہیں کی۔ زبان ہی انسان کا درس اولین ہوتا ہے اور بڑی بڑی اقوام کے اعلی ترین ادب کی واحد بیساکھی زبان ہی ہوتی ہے۔

قومی زبان اپنا چکنے سے پاکستان ترقی کی ابتدائی اور اہم منازل طے کر سکتا ہے۔ اب تک قانون نافذ کرنے والے ادارے اور عدالتوں کا ذریعہ غیر قومی زبان ہے اور پاکستانی قوم کی بہت بڑی اکثریت اسے سمجھنے سے قاصر ہے چنانچہ نفسیاتی انتقام کے طور پر، قوانین کا استہزااور قانون میں نقب زنی بہادری سمجھی جاتی ہے۔ مستند طبی کتب اور طبی ٹیکنالوجی غیر قومی زبان میں ہیں جو قوم کے ادراک سے باہر ہے چنانچہ طبی اصولوں سے عدم واقفیت کی بناء پر قوم بیمار سے بیمار تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ بنیادی معیاری تعلیم اور اعلی تعلیم غیر قومی زبان میں ہی میسر ہے جس سے ناآشنائی کے باعث قوم میں جہل بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے اور جدید سائنسی تحقیقات اور تکنیکی فنون کی قومی زبان سے دوری کے باعث بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان کے کچھ علاقے ابھی پتھر کے دور سے باہر ہی نہیں نکلے۔ پاکستان کی ترقی کے لیے قومی زبان کو انتہائی حتمی استعداد تک اپنانا ہوگا بصورت دیگر غیر قومی زبان میں حاصل کی گئی کامیابیاں اسی قوم کے لیے کارآمد ہوں گی جس کی زبان میں یہ کام کیا گیا ہوگا اور پاکستان اپنے وسائل خرچ کرنے کے باوجود اسکے ثمرات سے محروم اور تشنہ کام رہے گا۔

آزادی کے بعد گزشتہ آقاؤں کا طرز بودوباش اپنانے سے پاکستان کا تصور آزادی پہلے مجروح ہوگا اور پھر سلب ہو جائے گا اور ایسی ذہنی غلامی اور فکر علیل پروان چڑھے گی جو قومی و ملی میراث سے بیزار ہو گی اور اپنا

آپ کہیں کھو چکی ہو گی۔ پاکستان کو آزادی کا شعور اور اعتماد دینے کے لیے ماضی سے رشتہ جوڑنا ہو گا۔ اپنی مقامی اور معاشرتی روایات کو اپنانا ہوگا۔ ثقافتی اقدار، تمدنی طوراطوار اور فنون لطیفہ سے غلامی کا زنگ اتار کر انہیں قومی شعائر سے مزین کرنا ہوگا، جس کا کہ سرچشمہ فیض نظریہ پاکستان ہے۔

پاکستان ایک مملکت سے بڑھتے ہوئے ایک ملت کا بھی حصہ ہے۔ جزو سے کل کی جانب بڑھتے ہوئے پاکستان میں ملی شعائر کو فروغ دینا ہو گا جو پاکستان کو امت مسلمہ کی بین الاقوامی شناخت عطا کریں گے۔ دنیا کو یہ بات باور کرانا ہو گی کہ شکم، خون اور جغرافیہ سے اعلیٰ تر بھی کوئی جذبہ اس کرہ ارض پر موجود ہے جو اتحاد ملل کا باعث بن سکتا ہے۔ چنانچہ ملی شعار کو اپناتے ہوئے انسانیت کے وسیع تر پلیٹ فارم سے رنگ، نسل، علاقہ، زبان اور مذہب کے تفاوت سے بالا تر ہو کر اپنا فیض عام کرنا ہو گا۔

ملت سے اپنا رابطہ استوار رکھ　　　　پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ (اقبال)

3۔تیسری ترجیح:دفاع

دفاع اگرچہ کسی بھی قوم کی پہلی ترجیح ہے لیکن یہاں نظریاتی تشخص اور قومی وملی شعار کو اس لیے فوقیت دی گئی ہے کہ ابھی وہ سرمایہ تو عنقا ہے کہ جس کا دفاع مقصود ہے۔ تب پاکستان کو پہلے وہ سرمایہ فراہم کرنا ہو گا پھر اولین ترجیح دفاع کو حاصل ہو جائے گی۔ اس لیے کہ نومولود کا دفاعی نظام ہی اسکی بقا کی وجہ بنتا ہے، اگر دفاعی صلاحیت ماحول کے مقابلے میں مات کھا جائے تو جرم ضعیفی اسے عدم کا راستہ دکھا دیتی ہے۔

اسلحہ کی دوڑ میں شرکت، آتشیں ہتھیاروں کا ڈھیر اور عسکری میدانی صلاحیتوں کا حصول صرف جغرافیائی سرحدوں کا تحفظ کر سکتا ہے۔ جبکہ قوموں کا وجود انکے عقائد، نظریات، تہذیب وتمدن اور ثقافت و روایات کا مرہون منت ہوا کرتا ہے۔ جغرافیہ کے میدان میں شکست کے بعد قوموں کا وجود باقی رہ سکتا ہے لیکن تہذیبی جنگ میں شکست، اقوام کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا کرتی ہے۔ نظریات کے میدان میں پسپائی کا منہ دیکھنا پڑ جائے تو جغرافیائی جنگ کی نوبت ہی نہیں آیا کرتی۔

پاکستان کو اپنے دفاع کے لیے عقائد اور نظریات کا تحفظ درکار ہے جن کے بغیر پاکستان پاکستان نہیں رہے گا۔ تہذیبی یلغار سے پاکستان کا دفاع کرنا ہوگا، پاکستان کی طرف بڑھتے ہوئے ثقافت کے نام پر عریانیت، بے مقصدیت، بے راہ روی، لذت نفسانی، آوارگی اور تن آسانی کے سیلاب سے وطن عزیز کو بچانا ہوگا اور معیار زندگی میں بڑھوتری کے نام پر گزشتہ آقاؤں کی بودوباش اور رہن سہن کے رواج سے پاکستان کی آزادی کو بچانا ہو گا تب ہی مادر وطن کا دفاع ممکن ہے۔

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے جس کا مقصد وجود ''لا الہ الا اللہ'' ہے، اس مقصد کا دفاع ہی پاکستان کا

دفاع ہے۔اگر یہ سرمایہ سرزمین پاکستان سے رخصت ہو گیا تو پاکستان اپنا جواز کھو بیٹھے گا اور ایک ایسے جسم کی مانند ہو جائے گا جس کی روح پرواز کر چکی ہو، تب محض جغرافیائی سرحدوں کا دفاع ''وطن'' نامی تازہ خدا کی پوجا ہو گی۔

پاکستان کے دفاع کے لیے جہاں علمی، ادبی، تحقیقی، تہذیبی، تاریخی، ثقافتی اور ایمان، اتحاد اور تنظیم جیسے ہتھیاروں کی ضرورت ہے وہاں پوری قوم کو آتشیں اسلحے اور جدید ترین جنگی ٹیکنالوجی سے لیس کرنا بھی ضروری ہے۔نظریات کو پیش قدمی کے لیے قوت اور طاقت کی پشت پناہی چاہیے ہوتی ہے۔ایسے میں ان ہتھیاروں سے بے نیاز ہو جانا کوئی دانشمندی نہیں۔

؎ تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے　　　ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

4:۔چوتھی ترجیح:تعلیم

کسی بھی قوم کی ترقی کے لیے تعلیم کی اہمیت اظہر من الشّمس ہے۔تعلیم معرفت نفس کا وسیلہ ہوتی ہے کہ انسان اپنے آقا کی شناخت کر سکے، اپنے آپ کو پہچان سکے، کائنات میں اور دیگر مخلوقات میں اپنی حیثیت کا ادراک حاصل کر سکے۔تعلیم کے مزاق سے ہی قوموں کے ذہنی معیار کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اور تعلیمی ترقی سیاسی ترقی کا پیش خیمہ ہوتی ہے اور تعلیمی تنزل سیاسی زوال کا مقدمہ بنتا ہے۔

مقصدیت سے عاری، طبقاتی خلیج، غیر اقوام کے نصابات کی تدریس اور قومی تقاضوں سے بیزار تنظیم و تعلیم وہ عناصر اربعہ ہیں جنہوں نے تقدیس تعلیم کا صنعتی استحصال کر کے تو ایسی مصنوعی قیادت فراہم کی ہے جس نے ضمیر کی منڈیوں میں اپنے ملک و قوم کی کم سے کم بولی میں سبقت حاصل کر کے اقتدار کے بت کو راضی اور اپنے شکم کو ٹھنڈا کیا ہے اور پاکستان کی نسلوں کو گروی رکھ کر ملک میں آگ لگائی ہے۔

تعلیم کے میدان میں پہلے بچے کے فطری رجحان کا پتہ لگانا ہو گا کہ فطرت نے بچے کو کس میدان کے لیے تیار کر کے بھیجا ہے۔جو بچہ خدا تعالیٰ کے ہاں سے سپاہی بنا کر بھیجا گیا ہے اسکے ہاتھ میں چاک، ڈسٹر اور رجسٹر پکڑا کر مدرسہ بھیجنے سے ترقی کا عمل رک جائے گا۔جس بچے کو فطرت نے فلسفی بنا کر بھیجا ہے اسے ضلع انتظام سپرد کر دینے سے انتشار میں بڑھوتری ہو گی، طبیب بن کر آنے والے کو مشینوں میں الجھا دینے سے نسلی روابط میں خلیج وسیع تر ہوتی چلی جائے گی اور قیادت کا ذوق لانے والے کو اگر فیکٹری میں مزدور لگا دیا جائے گا تو وہ ہمیشہ دوسرے مزدوروں کو اپنے پیچھے لگا کر تو نظام کو جام کرنے کی سعی میں کوشاں رہے گا۔قومی ترقی کے لیے انفرادی ترقی بے حد ضروری ہے اور انفرادی ترقی تب ہی ممکن ہے کہ فرد کو اسکے فطری رجحان کے مطابق تیار کیا جائے اور یہ کام نظام تعلیم کا ہے۔

بہت چھوٹی عمر میں بچے کی ذہنی صلاحیتوں کا ادراک کرنا ہو گا، پھر ہر مرحلے پر اسکی تصدیق چاہنا ہو گی

تب ایک طالب علم تعلیم کی بھٹی سے کندن بن کر نکلے گا اور معاشرے میں صحیح طرح سے پیوست ہو سکے گا۔بصورت دیگر خلاف فطرت پیشہ ملنے پر ساری عمر نفسیاتی استحصال کا شکار رہے گا،نظام کی خرابی کا شاکی رہے گااور کم ہمتی،سستی،کام چوری اور کاہلی کے ذریعے اپنی محرومیوں کا معاشرے سے نفسیاتی انتقام لیتا رہے گا اور اپنے پیچھے اپنی جیسی نسل چھوڑ جائیگا۔

تعلیم میں پورے دن کی گزران کووزن دینا ہوگا،محض آٹھ گھنٹے گزارنے کی تعلیم فراہم کر دینے سے وہ اچھاڈاکٹر،وکیل،صحافی،سائنسدان،معلم یا کلرک وغیرہ تو بن جائے گا لیکن اچھا انسان نہیں بن سکے گا۔بقیہ سولہ گھنٹے میں جہاں وہ بیک وقت باپ،بیٹا،پڑوسی،بھائی،دوست،ہم سفر،شوہر،افسر،ماتحت اور نہ جانے کیا کیاہے،اسے بتانا ہوگا کہ وہ ان کرداروں سے کیسے انصاف کرے گا۔اور خاص کر پاکستان کے تناظر میں وہ ایک نظریاتی مستحکم مسلمان بھی ہے اور ایک امت کا فرد بھی ہے تو اسکو یہ کردار کس طرح ادا کرنا ہے۔

پاکستان میں نصابات کی تیاری سے لیکر تنظیم تعلیم کے انتخاب سمیت امتحانات کی تکمیل تک تمام تر نظام پر نہ صرف یہ کہ نظر ثانی کی ضرورت ہے بلکہ بعض مقدمات تعلیم تو اس قدر بوسیدہ ہو چکے ہیں بلکہ متعفن ہو چکے ہیں کہ انکا اخراج بقائے نسل کے لیے ضروری ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ پاکستان کی ترقی میں حائل رکاوٹوں میں ایک بہت بڑی رکاوٹ موجودہ نظام تعلیم ہے تو یہ جھوٹ نہ ہوگا۔

5۔پانچویں ترجیح :معاشی خوشحالی

ضمیر کی تاریخ کے بازار میں سب سے زیادہ نیلامیاں اور سب سے کم دام ان قوموں کے لگے ہیں جن کی قیادت پیٹ بھر کر سوتی تھی اور عوام بھوکے رہتے تھے۔ہاں عوام نے بھی اپنے پیٹ پر پتھر باندھا مگر جب قیادت کے پیٹ پر دو پتھر بندھے تھے۔اس آسمان کے نیچے انسان کی سب سے بڑی آزمائش اسکا خالی پیٹ ہے۔ پاکستان کو معاشی خوشحالی کے لیے ارتکاز دولت کو خیرآباد کہ کر تقسیم دولت کا نظام اپنانا ہوگا۔سود کی لعنت نے غربت کو اسکی انتہاء تک پہنچایا ہے۔من حیث القوم ظالمانہ سامراجی و سرمایہ دارانہ نظام سے بیزاری اختیار کرتے ہوئے رائج الوقت معاشی نظام کو تدریجاً عدل واحسان کے قریب تر لانا ہوگا۔

معاشی خوشحالی کی ابتدا انفرادی و خاندانی سطح پر ہوگی،جس کے لیے پاکستان کوسائنس وٹیکنالوجی کی ترقی درکار ہے۔سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعے چلتی ہوااور بہتا پانی بھی پیدائش دولت کا ذریعہ ہوسکتا ہے۔پاکستان دھوپ کی دولت سے مالا مال ہے ،ہرگھر پر شمسی توانائی کے یونٹ لگے ہوں گھر بھر کے برقی آلات اور چولھے مفت کام کریں ،رات کو گاڑی کا سیل چارج کیا جاتا رہے اور دن کو آلودگی سے پاک ٹریفک مفت چلے اور اگر اس فارمولے کو صنعت وتجارت ،مواصلات اور ذرائع نقل وحمل کے لیے بڑے پیمانے پر استعمال کیا جائے تو معاشی خوشحالی کی منزل حیرت انگیز حد تک قریب آ سکتی ہے۔زراعت کے میدان میں تو پاکستان کو سائنس و

ٹیکنالوجی کی ایمرجنسی کی ضرورت ہے تاکہ سونا اگلتی کھیتیاں اورمحنت کش کسان وطن عزیز کوچار چاندلگاسکیں۔

سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی کرنے سے بے روزگاری دور ہو گی ،گھر گھرخوشحالی کے دروازے کھلیں گے،فاقے رخصت ہوں گے تو صحت کا معیار بہتر ہوگا،جیب بھاری ہو گی تو تعلقات میں وسعت آئے گی ، پاکستان سے بھوک ننگ ختم ہو گی توان سے جنم لینے والے جرائم کا خاتمہ ہو گا ،امن و امان میسر آئے گا اور پاکستان شاہراہ ترقی پر دنیا کی قیادت و سیادت کرتا نظر آئے گا۔

6۔:چھٹی ترجیح:پائدار سیاسی نظام

سیاسی استحکام کے حصول کے لیے حقیقی قیادت کی ضرورت ہے جس کا منبع تعلیمی ادارے ہوا کرتے ہیں۔تعلیمی اداروں میں علمی ماحول،تعلیمی مساوات اور اساتذہ کی نگرانی کے باعث کسی زورآور کا اپنی طاقت وقوت کے بل بوتے پر قیادت تک پہنچنا ناممکن ہوتا ہے۔تقریبات،مجالس اور انجمنوں کے ذریعے ایسے نوجوان نکھر کر سامنے آئیں گے جو معاشرے کی حقیقی قیادت ہو گی۔انتخابات کے ذریعے ایسے نوجوانوں کی سیاسی تربیت اور بقیہ طالب علموں کو سیاسی شعور منتقل کیا جا سکے گا۔تعلیمی اداروں سے برآمد ہونے والی قیادت تعلیم یافتہ اور باشعور تو ہو گی ہی اسکے ساتھ ساتھ اس میں معاشرے کے تمام طبقوں کی نمائندگی بھی ہو گی، یوں طبقاتی استحصال سے جنم لینے والی کشمکش کا بھی خاتمہ ہو سکے گا جو پاکستان کے سیاسی عدم استحکام کی اصل وجہ ہے۔

تعلیمی اداروں میں یہ عمل روک دینے سے سیاست کا میدان دیہاتوں ،کارخانوں اور بازاروں سے ابھرنے والی غیرمعیاری اور کاروباری قیادت کے ہاتھ میں چلا جائے گا جوقیادت کو جاگیراور سیاست کو وراثت بنا لیتے ہیں۔تاہم یہ پوری قوم کی ذمہ داری ہے کہ طلبہ کوقومی و بین الاقوامی سیاست سے بہرحال دور رکھے تاکہ ان کا تعلیمی حرج نہ ہواور ایسا معیار مرتب کیا جائے کہ قیادت صرف حقوق کی داعی نہ ہو بلکہ ادائیگی فرائض میں بھی سرفہرست ہو۔

7۔: ساتویں ترجیح: بین الاقوامی وقار

پاکستان کواپنی خارجہ پالیسی کی ترجیحات میں دوستوں کا واضح تعین کرنا ہوگا۔اس میدان میں قرآن مجید کی بہترین راہنمائی موجود ہے۔ایک بار دھوکہ کھانے کے بعد پھروہیں اعتبار کر لینا اپنے وقار کو خود ختم کرنا ہے۔یہودونصاریٰ پاکستان کے کبھی دوست نہیں ہو سکتے ہیں۔ دنیا سے اسی زبان میں بات کرنی ہوگی جووہ سمجھتی ہے۔لندن،نیویارک اور پیرس کے راستوں میں ذلت و رسوائی کے سوا کچھ میسر نہیں ہوا۔عزت کا رازصرف حرمین شریفین کی گرد میں ہی پنہاں ہے۔امت مسلمہ سے تعلق جوڑنے اورملت اسلامیہ کے شجرسایہ دار کو تناور اور تنومند کرنے میں ہی پاکستان کا بین الاقوامی وقارممکن ہے۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے — نیل کے ساحل سے لے کر تابہ خاک کاشغر

ایک انقلابی مسافر کا حال سفر

ڈاکٹر ابوالحسن الازہری

علم و عرفان کا پیکر ہے ہمارا قائد — عاشق ساقی کوثر ہے ہمارا قائد
فن گویائی میں برتر ہے ہمارا قائد — زندگانی کا سمندر ہے ہمارا قائد

80ء کے عشرے میں پاکستان میں قومی سطح پر ایک شخص آفتاب کی مانند طلوع ہوا۔ جس نے اپنی زندگی میں کچھ کرنا تھا اس کا تعین وہ اپنی 1972ء کی ڈائری میں رقم کرچکا تھا۔ اپنی مستقبل کی سوچوں اور ارادوں کو منصوبوں میں ڈھال چکا تھا۔ اس کی زندگانی کا شروع ہونے والا سفر حادثاتی نوعیت کا نہ تھا بلکہ اس کے پیچھے بڑی طویل غوروفکر اور وسیع مطالعہ کارفرما تھا۔ وہ اسلام کے سارے ذرائع کھنگالنے کے بعد مغربی انقلابی افکار کو بڑی گہرائی سے پڑھ چکا تھا بلکہ ان کا تجزیہ بھی کرچکا تھا۔ اس نے اپنے طے شدہ راستوں پر چلنا شروع کردیا۔ اس نے ایک مفکر و مدبر کی حیثیت سے اور قوم کے مجموعی مزاج اور نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے دین اسلام کے مذہبی و اسلامی پہلوؤں کو اولاً اپنی دعوت کا موضوع بنایا۔ بغیر کسی سہارے کے اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے TV کی اسکرین پر ظاہر ہوا۔ مذہبی، اعتقادی اور اصلاحی دعوت کے حوالے سے جس کان نے بھی اسے ایک مرتبہ سنا پھر اسے سنتا ہی گیا۔ پاکستان ٹیلی ویژن کی تاریخ میں ''فہم القرآن'' کے نام سے شروع ہونے والے اس پروگرام نے جو شہرت حاصل کی۔ اس جیسی شہرت آج تک کوئی اور پروگرام حاصل نہ کرسکا۔ پروگرام نشر ہوتے ہی لوگ سب کچھ چھوڑ دیتے ہر کوئی اس کا منتظر رہتا گویا عرصہ دراز کے بعد پیاسوں کی پیاس بجھنے لگی اور ان کی تشنگی کا سامنا ہونے لگا اور وہ اس پروگرام کے اس قدر عادی ہوتے گئے کہ اگر وہ پروگرام کسی وجہ سے ایک ڈیڑھ ماہ کی تاخیر سے نشر ہوتا تو TV انتظامیہ کے پاس خطوط کے انبار لگ جاتے۔

غرضیکہ یہ انقلابی مسافر اپنی دعوتی، تربیتی، اعتقادی، اصلاحی اور تنظیمی آٹھ سالہ جدوجہد کے بعد جب

اپنے سفر کے دوسرے مرحلے تحریکی اور انقلابی کی طرف بڑھتا ہے۔ تو وہ لوگ جن کی منزل مذہبی دعوت اور عقیدہ ہی تھا۔ جن کا تصور اسلام بھی یہی تھا جنہوں نے اس مسافر کو جب اپنے سے جدا ہوتے دیکھا اور اگلے سفر کی طرف جاتے دیکھا تو پریشان ہوگئے۔ بعض نے ساتھ چلنے سے انکار کیا۔ کچھ متذبذب رہے جبکہ اکثریت ہم مزاج ہوگئی تھی۔ اس لئے وہ ساتھ چلنے لگے۔ جب انکار کرنے والوں نے اپنی عادت سے مجبور ہوکر پریشانی کا اظہار کیا تو اس کے عملی ارادوں کو جاننے والے مخالف بھی پریشان حال لوگوں کے ساتھ مل گئے اور انہوں نے چاہا کہ یہ ان کی خواہش کے مطابق ان ہی کی منزل پر رہے چونکہ یہ اس انقلابی مسافر کی منزل نہ تھی۔ اس لئے اس نے کہا کہ سفر کے دوسرے مرحلے کی طرف روانہ ہونا میری مجبوری ہے اور میں اس کا عہد کر چکا ہوں۔ اور عہد اس عزم کے ساتھ کیا ہے کہ اگر میرے ساتھ ایک بھی نہ چلے پھر بھی اپنی منزل کی طرف اکیلا ہی چلتا رہوں گا اور اس راستے میں ہزار طوفان اور رکاوٹیں کیوں نہ آئیں وہ میرے پاؤں کو بھی ان شاء اللہ متزلزل نہ کرسکیں گی۔

25 مئی 1989ء کو اس نے اپنے سفر کے دوسرے مرحلے کا عملی آغاز کیا۔ پاکستان کے گوشے گوشے سے لاکھوں غیور عوام نے اس کا خیر مقدم کیا۔ موچی دروازہ لاہور میں وہ تاریخ ساز، بے مثال مصطفوی انقلاب کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں لوگوں کی کثرت کے اعتبار سے شرکت کی اب تک تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ یہ منظر دیکھ کر اس میدان کے بڑے بڑے شہسوار اور تجربہ کار پریشان ہوگئے۔ بے شمار رسائل، جرائد، اخبارات اور کالموں میں اس میدان کے اجارہ داروں نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ ہر کسی نے اپنی سمجھ کے مطابق تاثرات دیئے۔ متاثر اور حیران تو ہر کوئی ہوا۔ غرضیکہ زندگی کے جس بھی شعبے کی طرف بھی اس عظیم مسافر نے رخ کیا وہاں یہ انقلابی مسافر اس مصرعے کا مستحق ٹھہرا۔

؎ جس سمت آگئے ہو سِکّے بٹھا دیئے ہیں

سیاست میں اس نے اپنی پہلی ترجیح اپنی قوم کو Educate کرنا رکھی۔ اس لئے پورے ملک میں اس نے 5000 عوامی تعلیمی مراکز، 1000 ماڈل سکول اور 100 کالجز، 5 یونیورسٹیوں کے بنانے کا منصوبہ بنایا اور اپنے وسائل سے اب تک سینکڑوں ماڈل سکول اور متعدد کالجز اور ایک چارٹرڈ یونیورسٹی قائم کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ UNO اس کے تعلیمی پروجیکٹ کو NGO کی بنیاد پر بغیر حکومت سے وسائل لئے اپنی مدد آپ کے تحت دنیا کا سب سے بڑا تعلیمی منصوبہ قرار دے چکی ہے۔

اس کے علاوہ 80 سے زائد ممالک میں تعلیمی اور رفاہی اداروں کا ایک نیٹ ورک قائم کرکے دنیا کو حیرت میں ڈال چکا ہے۔ تحقیقی وتحریری کام کے اعتبار سے بہت تھوڑے وقت میں پوری قوم کو ہزاروں موضوعات پر اپنے لیکچرز اور سینکڑوں مختلف موضوعات پر کتب کا تحفہ دے چکا ہے۔ اور بے شمار اسلامک سینٹرز، تعلیمی اداروں اور رفاعی اداروں کا نیٹ ورک دیا ہے جس کی وجہ سے ان کی بین الاقوامی خدمات کے اعتراف میں کئی انٹرنیشنل ادارے بڑے بڑے ایوارڈ دے چکے ہیں۔

سیاست میں اپنی اس پہلی ترجیح کے بعد جب وہ میدان سیاست میں عملی طور پر اترا تو پاکستانی سیاست کے دو سیاسی اجارہ داروں کو اس کا سامنا کرنا پڑا، ایک تو عرصہ دراز سے جانتا تھا اور اسے تو سب کچھ معلوم تھا۔ اس لئے وہ مقابلے میں ہی نہ آیا۔ البتہ بزدلانہ طریقے سے اسے ختم کرنے کا ارادہ کرلیا اور قاتلانہ حملہ کرایا۔ چونکہ 25 مئی 1989ء کے موچی دروازے کے طوفان میں اس اجارہ دار کے جانثار بھی اکھڑ گئے تھے۔ باری تعالیٰ نے اس حملے سے اس عظیم انقلابی مسافر کو معجزانہ طور پر محفوظ رکھا۔ اس لئے کہ

؎ نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن　　　پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

پاکستانی سیاست کا دوسرا اجارہ دار اپنے موروثی نام، تجربے اور بے پناہ شہرت کے باعث سامنے آتا ہے۔ وہ سمجھتا تھا کہ میں ٹشو پیپر کی طرح اسے استعمال کرکے پھینک دوں گا۔ جس طرح بہت سے استعمال کرچکا تھا۔ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ اب جس سے سامنا ہے وہ ہزاروں وکلاء، علماء، مجسٹریٹ، ڈپٹی کمشنر اور کمشنروں کا استاد بھی رہ چکا ہے۔ ملکی اور غیر ملکی قوانین اور دساتیر کو بھی خوب سمجھتا ہے اور مردم شناس بھی ہے۔ اس اجارہ دار کو سب سے پہلے تو یہ دھچکا لگا کہ اسے اتحاد کی صدارت اس انقلابی مسافر کو دینا پڑی، اس نے سمجھا ایک سال کی بات ہے۔ میرا کچھ نہیں بگڑے گا وقت نے اس کے بہت سے اندازوں کو غلط ثابت کردیا۔ سب سے پہلے اس نے ڈائننگ ٹیبل پر سب سیاسی اتحاد زعماء کی موجودگی میں اسے مغلوب کرنا چاہا لیکن منہ کی کھائی، اس پہلی فتح پر مرزا اسلم بیگ سابق چیف آف آرمی سٹاف اس انقلابی مسافر کے گھر آکر سلیوٹ کرکے مبارک باد دیتا ہے۔

ڈرائنگ روم کی سیاست میں ناکامی کے بعد یہ سیاسی اجارہ دار عوامی عدالت میں مقابلہ کرنے کا سوچتا ہے۔ اس میں بھی گوجرانوالہ کا پہلا جلسہ اس کی ناکامی کا واضح فیصلہ کرتا ہے۔ متوالے اور جیالے در بدر ہوتے ہیں۔ فضا میں بھی متوالوں کا رنگ غالب نظر آتا ہے۔ زمین پر بھی ہر سو متوالے ہی متوالے دکھائی دیتے ہیں،

شروع سے آخر تک پورا مجمع۔ انقلاب، انقلاب، مصطفوی انقلاب سے گونجتا رہا۔ اس لئے کہ

جو دلوں کو فتح کرلے وہی فاتح زمانہ

سیاسی اجارہ دار نے سمجھا یہ ایک زخم ہے۔ مندمل ہوجائے گا۔ اب ہم زخم لگائیں گے لیکن ایک سال میں ہر جگہ وہ تیار ہوکر آتا رہا۔ لیکن ہر جگہ ناکام ہوتا رہا۔ اس کا ورکر جس کی یہ شہرت چلی آرہی تھی کہ یہ وہ وفادار ہے جو کسی سے آج تک نہیں ٹوٹا۔ پاکستانی سیاست میں پہلی مرتبہ اس انقلابی مسافر نے اس ورکر کو اپنی انقلاب انگیز زبان سے توڑا۔ جب یہ ٹوٹنے کا عمل شروع ہوا تو اس اجارہ دار کی نیندیں بھی اجڑ گئیں۔ اس نے برملا کہنا شروع کردیا۔ اس انقلابی مسافر سے بچ جاؤ، بچ جاؤ، دور ہوجاؤ اور دور ہوجاؤ۔ لیکن ابھی اسے شک تھا۔ اس نے مینار پاکستان کا نظارہ دیکھا۔ پھر متوالے اور جیالے آمنے سامنے تھے۔ ہر کوئی اپنی پوری تیاری کرکے آیا پھر متوالوں کا رنگ غالب رہا حتی کہ جیالے بھی متوالے بننے لگے۔ اپنی اجڑتی ہوئی بستی کو دیکھ کر یہ سیاسی اجارہ دار بھی اس انقلابی مسافر کے مقابلے سے بھاگ گیا۔ اس انقلابی مسافر کو دنیا قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کہتی ہے۔

یہ تو وہ مشاہدات ہیں جو ہر آنکھ دیکھ چکی ہے۔ میرے قائد کی قیادت کو دنیا تسلیم کرچکی ہے۔ اب تو اپنے کیا غیر بھی مان چکے ہیں۔ اس تناظر میں انوارالمصطفی ہمدمی نے ان سیاسی اجارہ داروں کو چیلنج کرتے ہوئے بڑے خوبصورت انداز میں یوں کہا تھا:

؎ اپنے مردوں کے فسانے نہ سناؤ ہم کو ہے کوئی ایسی قیادت تو دکھاؤ ہم کو

اے مصطفوی انقلاب کے چاہنے والو! ہمارے قائد کی قیادت کو تو ہر کوئی مان چکا ہے۔ اب تو قائد کے کارکنوں کو خود کو منوانا ہے۔ اٹھو اپنے شب و روز کو مصطفوی انقلاب کے لئے وقف کردو۔ اپنی ساری توانائیاں مصطفوی انقلاب کے سپرد کردو۔ تن، من، دھن کی بازی لگادو، شمع کی طرح مٹ کر پورے ماحول کو مصطفوی انقلاب کی روشنی سے منور کردو۔ قائد کے اشارے پر سب کچھ لٹادو، مصطفوی بن کر توحید کی قوت سے ہر باطل طاغوتی، استحصالی اور سامراجی بت کو مٹادو۔ اس لئے کہ

؎ بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے

نظارہ دیرینہ زمانے کو دکھادے اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملادے

☆☆☆☆☆

﴿سورۃ الفاتحہ کا وظیفہ﴾

سورۃ الفاتحہ کی تاثیر و برکات میں یہ بھی ہے کہ یہ مشکلوں کو آسانیوں اور تنگیوں کو فراوانیوں میں بدل دیتی ہے۔ اس سے انسان پر حقیقی برکت و سعادت کا راستہ کھلتا ہے، ذہنی کرب، فکری الجھنوں اور پریشانیوں سے نجات ملتی ہے۔ رنج والم اور غم و اندوہ رفع ہوتے ہیں۔ بیمار کو تندرستی ملتی ہے، تنگدست کو فراخی رزق عطا ہوتی ہے، محروم کو فتح نصیب ہوتی ہے اور سب غموں اور دکھوں کا مداوا ہو جاتا ہے۔

فتحِ مشکلات اور روحانی برکات کے لئے، ہر قسم کی مہمات میں کامیابی کے لئے، آفات و بلیّات سے حفاظت، جملہ امراض سے شفایابی اور اللہ کی خاص مدد و نصرت کے لئے یہ وظیفہ مؤثر ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ○﴾ (الفاتحہ، ۱:۱۔۷)

- اسے ۱۱ مرتبہ پڑھیں، ۱۰ بار پڑھ لینے کے بعد جب ۱۱ویں مرتبہ پڑھنے لگیں اور اس آیت پر پہنچیں:

''اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ○''

تو اسی ایک آیت کی ایک تسبیح (۱۰۰ مرتبہ) کریں اور پھر بقیہ سورت مکمل کر لیں۔

- اول و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔
- پانی دم کر کے پئیں۔
- اس وظیفہ کو کم از کم ۴۰ دن یا حسب ضرورت جاری رکھیں۔

گلدستہ

مرتّبہ: نازیہ عبدالستار

حضرت علیؓ کے اقوال زریں

۱۔ انسان زبان کے پردے میں چھپا ہے۔

۲۔ ادب بہترین کمال ہے اور خیرات افضل ترین عبادت ہے۔

۳۔ جو چیز اپنے لئے پسند کرو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔

۴۔ بھوکے شریف اور پیٹ بھرے کمینہ سے بچو۔

۵۔ گناہ پر ندامت گناہ کو مٹا دیتی ہے نیکی پر غرور نیکی کو تباہ کر دیتا ہے۔

۶۔ سب سے بہترین لقمہ وہ ہے جو اپنی محنت سے حاصل کیا جائے۔

۷۔ جو پاک دامن پر تہمت لگاتا ہے اسے سلام مت کرو۔

۸۔ موت کو ہمیشہ یاد رکھو مگر موت کی آرزو کبھی نہ کرو۔

۹۔ اگر توکل سیکھنا ہے تو پرندوں سے سیکھو کہ جب شام کو واپس گھر جاتے ہیں تو ان کی چونچ میں کل کے لئے کوئی دانہ نہیں ہوتا۔

۱۰۔ سب سے بڑا گناہ وہ ہے جو کرنے والے کی نظر میں چھوٹا ہو۔

۱۱۔ اس شخص کو کبھی موت نہیں آتی جو علم کو زندگی بخشتا ہے۔

۱۲۔ دو طرح کی چیزیں دیکھنے میں چھوٹی نظر آتی ہیں ایک دور سے دوسری غرور سے۔

۱۳۔ کسی کو اس کی ذات اور لباس کی وجہ سے حقیر نہ سمجھنا کیونکہ تم کو دینے والا اور اس کو دینے والا ایک ہے اللہ۔ وہ اسے عطا اور آپ سے لے بھی سکتا ہے۔

۱۴۔ دوست کو دولت کی نگاہ سے مت دیکھو۔ وفا کرنے والے دوست اکثر غریب ہوتے ہیں۔

۱۵۔ پریشانی حالات نہیں خیالات سے آتی ہے۔

۱۶۔ بہترین آنکھ وہ ہے جو حقیقت کا سامنا کرے۔

۱۷۔ دنیا میں سب سے مشکل کام اپنی اصلاح کرنا اور آسان کام دوسروں پر تنقید کرنا۔

۱۸۔ نفرت دل کا پاگل پن ہے۔

۱۹۔ انسان زندگی میں مایوس ہو تو کامیابی میں بھی ناکامی نظر آتی ہے۔

۲۰۔ اگر کوئی تم کو صرف ضرورت کے وقت یاد کرتا ہے تو پریشان مت ہونا بلکہ فخر کرنا کہ اس کو اندھیرے میں روشنی کی ضرورت ہے اور وہ تم ہو۔

مٹن بریڈ کباب

اشیاء

مٹن	آدھا کلو
لیموں	ایک عدد
آلو	چار عدد

نمک، سرخ مرچ پاؤڈر حسب ضرورت

کالی مرچ، سبز دھنیا حسب ضرورت

انڈے	دو عدد

ترکیب

آلوؤں اور چکن کو الگ الگ ابال لیں۔
جب آلو اور چکن ابل جائے تو آلوؤں کو میش کرلیں اور دوسری طرف مٹن کے بھی ریشے کرلیں پھر آلوؤں کو مٹن میں مکس کرلیں اور تمام مصالحہ جات اس میں ڈال دیں اور اچھی طرح مکس کرلیں۔ ایک لیموں نچوڑ کر رس اس آمیزے میں ڈال دیں۔ جب تمام آمیزہ مکس ہوجائے تو کباب کی شکل میں تیار کرلیں اور تھوڑی دیر کے لئے رکھ دیں۔ بریڈ کے پیس لے لیں اور بریڈ کرمز تیار کرلیں دوسری طرف دو انڈے پھینٹ لیں کباب کو پہلے بریڈ کرمز میں رول کرلیں پھر انڈا لگا کر کڑاہی میں تل لیں، ہلکے براؤن ہونے پر کباب اتار لیں۔ آپ کے کباب تیار ہیں۔ اب آپ گرم گرم کباب کو دہی کی چٹنی اور کیچپ کے ساتھ سرو کریں۔

آم بڑی آنت، بریسٹ اور بلڈ کینسر سے بچاؤ میں معاون ہے

گرم خشک تاثیر کا حامل آم پھلوں کا بادشاہ کہلاتا ہے جو گرمیوں میں قدرت کا خاص تحفہ بھی ہے۔ جدید تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ آم میں موجود اینٹی ایکسڈنٹ کمپاؤنڈ بڑی آنت، بریسٹ، خون اور غدود کے کینسر سے محفوظ رکھتا ہے جبکہ اس میں موجود وٹامن اے اور اینٹی آکسائیڈ جلد کو داغ دھبوں سے بھی بچاتا ہے۔ آم کا روزانہ استعمال جلد کو صاف اور جلد کو چمکدار بنانے کے ساتھ جھریوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے جبکہ ایسے لوگ جو بینائی کے مسائل سے دوچار ہیں ان کے لئے آم مفید ہے اس میں موجود بیٹا کیروٹین سے بینائی تیز ہوتی ہے مگر شوگر میں مبتلا افراد آم کا استعمال اپنے معالج کے مشورے سے استعمال کریں۔

نظم

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
کرتے ہیں خطاب آخر، اٹھتے ہیں حجاب آخر
احوالِ محبت میں کچھ فرق نہیں ایسا
سوز و تب و تاب اول، سوز و تب و تاب آخر
میں تجھ کو بتاتا ہوں، تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول، طاؤس و رباب آخر
میخانہ یورپ کے دستور نرالے ہیں
لاتے ہیں سرور اول، دیتے ہیں شراب آخر
کیا دبدبہ نادر، کیا شوکت تیموری
ہوجاتے ہیں سب دفتر غرقِ مے ناب آخر
خلوت کی گھڑی گزری، جلوت کی گھڑی آئی
چھٹنے کو ہے بجلی سے آغوشِ سحاب آخر
تھا ضبط بہت مشکل اس سیل معانی کا
کہہ ڈالے قلندر نے اسرار کتاب آخر

(کلیات اقبال، بال جبریل، ص۶۲۳)

تحریک منہاج القرآن اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں

توبہ اور آنسوؤں کی بستی ۔۔ شہر اعتکاف 2015ء

اس پرفتن دور میں جہاں حرص و ہوس، نفرت و کدورت، نفس پرستی، مفاد پرستی، انا پرستی، حسد و بغض و عناد کی آندھیاں چل رہی ہیں وہاں تحریک منہاج القرآن عشق مصطفیٰ ﷺ کے ایسے چراغ روشن کررہی ہے جو پاکستان کی عوام کے مردہ دلوں کو منور کررہے ہیں۔ اس تحریک کا مقصد نفرتوں، کدورتوں کی بیخ کنی کرکے عوام الناس میں اخوت ومحبت، بھائی چارے اور اتحاد و اتفاق کی فضاء پیدا کرنا ہے اور ایسے مرد اور مومن پیدا کرنا ہے جو مکین گنبد خضریٰ کے دور کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیں۔ اسی عزم کو پورا کرنے کے لئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اجتماعی اعتکاف کی بنیاد ڈالی۔ یہ تحریک منہاج القرآن کے پلیٹ فارم سے حرمین شریفین کے بعد دنیا کا سب سے بڑا روحانی اجتماع ہے۔جس میں اندرون ملک پاکستان اور بیرون ملک سے کثیر تعداد میں عشاقان مصطفیٰ ﷺ شریک ہوتے ہیں۔ اپنے گناہوں سے تائب ہوکر اپنے دامن کو رحمت الٰہی سے بھرتے ہیں۔ ہر سال کی طرح امسال بھی سینکڑوں مردو زن نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی سنگت میں دربار غوثیہ کے سایہ تلے اعتکاف کیا اپنے مردہ دلوں کو ذکر الٰہی اور محبت مصطفیٰ ﷺ سے زندہ کیا۔اس اجتماعی اعتکاف کو کامیاب بنانے کے لئے مختلف کمیٹیوں نے بھرپور خدمات سرانجام دیں جو درج ذیل ہیں:

مرکزی کمیٹی

اس کمیٹی کے سربراہ ناظم اعلیٰ تنظیمات محترم شیخ زاہد فیاض تھے،نگران برائے ویمن اعتکاف گاہ محترمہ فرح ناز، کوآرڈینیشن کمیٹی میں محترم حاجی منظور، محترم حافظ غلام فرید، محترم الیاس ڈوگر، محترم میاں افتخار، محترم کیپٹن غلام حسن تھے۔ سربراہ ویمن اعتکاف میں محترمہ طاہرہ خان، سینئر نائب سربراہ میں محترمہ راضیہ نوید جبکہ نائب سربراہ میں محترمہ ڈاکٹر نوشابہ حمید، محترمہ شاہدہ مغل، محترمہ رافعہ علی، محترمہ فریدہ سجاد، محترمہ عائشہ شبیر، محترمہ شمیم خان، محترمہ ساجدہ صادق، محترمہ مسز حمیرا ناز اور سیکرٹری برائے تنظیمی امور محترمہ سدرہ کرامت، سیکرٹری برائے دعوتی امور محترمہ گلشن ارشاد، سیکرٹری برائے تربیتی امور محترمہ عائشہ مبشر، ڈپٹی سیکرٹری برائے تنظیمی امور محترمہ انعم ریاض، ڈپٹی سیکرٹری برائے دعوتی امور محترمہ سعدیہ حفیظ، ڈپٹی سیکرٹری برائے تربیتی امور محترمہ کلثوم قمر جبکہ ممبران میں محترمہ عطیہ بنین، محترمہ ایمن یوسف، محترمہ آمنہ سرور اور تمام ذیلی کمیٹیوں کے سربراہان اور ہالز

انچارجز نے ذمہ داری انجام دیں۔ اس دفعہ اعتکاف کے انتظام و انصرام دیکھنے کے لئے محترمہ غزالہ حسن قادری تشریف لائیں اور ہر ہر حال میں معتکفات سے ملیں اور ان کے مسائل سننے اور انہیں اعتکاف کی روح کے بارے میں آگاہ کیا اس کے علاوہ محترمہ فضہ حسین قادری سے بھی معتکفات کی خصوصی نشست ہوئی۔

ویمن اعتکاف گاہ کے جملہ انتظامات کو بحسن وخوبی سرانجام دینے کے لئے تمام ہالز کو بذریعہ Inter Link کیا گیا تھا کنٹرول روم میں ہمہ وقت مرکزی ٹیم کے ممبران موجود رہتے تھے تاکہ معتکفات کے مسائل کو فوری حل کیا جاسکے۔مختلف کمیٹیز اور سربراہان کے نام درج ذیل ہیں:

کمیٹی برائے تنظیمی امور

سربراہ: محترمہ طاہرہ خان، نائب سربراہ: محترمہ سدرہ کرامت، شازیہ بٹ، سیکرٹری: محترمہ انعم ریاض، ڈپٹی سیکرٹری: محترمہ عائشہ قادری

کمیٹی برائے تربیتی امور

سربراہ: محترمہ عائشہ مبشر، نائب سربراہ: محترمہ اُم کلثوم، سیکرٹری: محترمہ مسرت سلطانہ

محافل ذکر ونعت

سربراہ: محترمہ کلثوم طارق، سیکرٹری: محترمہ عائشہ قادری

سنت وصلوۃ کمیٹی

سربراہ: محترمہ راضیہ نوید، نائب سربراہ: محترمہ آمنہ بتول، سیکرٹری: محترمہ مغیثہ فاطمہ

کمیٹی برائے دعوتی امور

سربراہ: محترمہ گلشن ارشاد، سیکرٹری: محترمہ سعدیہ حفیظ

حلقہ جات کمیٹی

سربراہ: محترمہ جویریہ حسن، نائب سربراہ: محترمہ حریرہ بابر، سیکرٹری: محترمہ افشاں غلام رسول

استقبالیہ کمیٹی

سربراہ: محترمہ طاہرہ خان، نائب سربراہ: محترمہ سدرہ کرامت، سیکرٹری: محترمہ عطیہ بنین، ممبران:

محترمہ گلشن ارشاد، محترمہ عائشہ مبشر، محترمہ انعم ریاض

رجسٹریشن کمیٹی

سربراہ: محترمہ سدرہ کرامت، نائب سربراہ: محترمہ گلشن ارشاد، سیکرٹری: محترمہ عائشہ قادری

الاٹمنٹ کمیٹی

سربراہ: محترمہ افنان بابر، نائب سربراہ: محترمہ ساجدہ صادق، سیکرٹری: محترمہ شمع، مشتاق، عطیہ بنین، ممبران: محترمہ لبنٰی مشتاق، محترمہ فریحہ کاشف، محترمہ مسز عارفہ طارق، محترمہ مسز یاسمین ظفر، فہنیقہ ندیم

ریکارڈ کیپنگ کمیٹی

سربراہ: انعم ریاض، نائب سربراہ: محترمہ فہنیقہ ندیم، سیکرٹری: محترمہ آمنہ سرور

میڈیکل کمیٹی

نگران: ڈاکٹر نوشابہ حمید، سربراہ: محترمہ کلثوم قمر، نائب سربراہ: محترمہ نبیلہ یوسف

سٹالز کمیٹی

سربراہ: محترمہ طاہرہ خان، نائب سربراہ: محترمہ شاکرہ چوہدری

میڈیا کمیٹی

سربراہ: محترمہ عائشہ شبیر، نائب سربراہ: محترمہ رانی ارشد، سیکرٹری: محترمہ زینب ارشد، ممبران: ڈاکٹر نوشابہ حمید، محترمہ نرید فاطمہ، محترمہ قرۃ العین فاطمہ (واہگہ ٹاؤن)

سوشل میڈیا کمیٹی

سربراہ: محترمہ ثناء وحید، نائب سربراہ: محترمہ صائمہ ایوب

VIP کمیٹی

سربراہ: محترمہ گلشن ارشاد، سیکرٹری: انعم ریاض

سیکیورٹی کمیٹی

سربراہ سیکورٹی: محترمہ فریدہ سجاد، نائب سربراہ: محترمہ آصفہ صفدر، سیکرٹری: محترمہ مصباح کبیر

ڈسپلن کمیٹی

سربراہ: محترمہ افنان بابر، نائب سربراہ: محترمہ رافع عروج

رابطہ و ملاقات کمیٹی

سربراہ: زینب ارشد، نائب سربراہ: محترمہ فاطمہ کامران، سیکرٹری: محترمہ سعدیہ اسلم

پنڈال کمیٹی

میل کوآرڈینیٹر: محترم الیاس ڈوگر، سربراہ: محترمہ عائشہ مبشر، سیکرٹری: محترمہ ام کلثوم قمر

ڈیکوریشن کمیٹی

سربراہ: محترمہ شمائلہ عباس، سیکرٹری: محترمہ عائشہ کیانی، ممبران: محترمہ مہنا زیونس، محترمہ مریم اشفاق، محترمہ جمیلہ اشرف

میس کمیٹی

میل کوآرڈینیٹر، محترم حافظ غلام فرید، سربراہ: محترمہ فریحہ کاشف، نائب سربراہ، محترمہ زریں لطیف، سیکرٹری، محترمہ نادیہ

ایکٹیوٹی کمیٹی

نگران: محترمہ فرح ناز، سربراہ: محترمہ سدرہ کرات، سیکرٹری: قراۃ العین ظہور

کمیٹی برائے تیاری اعتکاف گاہ

سربراہ: محترمہ طاہرہ خان، نائب سربراہ: محترمہ گلشن ارشاد، سیکرٹری: محترمہ افنان بابر، ممبران: محترمہ انیلا الیاس، محترمہ شازیہ بٹ، محترمہ لبنٰی مشتاق، محترمہ امِ حبیبہ

زکوٰۃ کولیکشن کمیٹی

سربراہ: محترمہ طاہرہ خان، نائب سربراہ: محترمہ شاکرہ چوہدری، ممبران: محترمہ نسیم گلزار، محترمہ سلمٰی وحید

ممبر شپ کمیٹی

سربراہ: محترمہ طاہرہ خان، نائب سربراہ: محترمہ روبینہ خاکی، سیکرٹری: محترمہ شاکرہ چوہدری

صفائی کمیٹی

سربراہ: محترمہ لبنیٰ مشتاق، ڈپٹی سیکرٹری: محترمہ مسز طلعت جاوید

کینٹین کمیٹی

سربراہ: محترمہ ساجدہ صادق

کنٹرول روم کمیٹی

سربراہ: محترمہ ام حبیبہ، سیکرٹری: محترمہ آمنہ سرور

سالانہ عالمی روحانی اجتماع کمیٹی

نگران: محترمہ فرح ناز، سربراہ: محترمہ شازیہ بٹ، نائب سربراہ: محترمہ عائشہ شبیر، سیکرٹری: محترمہ ام حبیبہ، ممبران: لاہور ٹیم

کالج کوآرڈینیشن کمیٹی

نمائندہ ویمن لیگ: محترمہ گلشن ارشاد، نمائندہ MWC: محترمہ حمیرا ناز

ماڈل سکول کوآرڈینیشن کمیٹی

نمائندہ ویمن لیگ: محترمہ ام کلثوم قمر

مزید شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری تین بار خواتین کی روحانی وفکری تربیت کے لئے ویمن اعتکاف گاہ میں تشریف لائے۔ اس اعتکاف میں شہداء ماڈل ٹاؤن اور اسلام آباد کے لواحقین کو خصوصی شیلڈ سے نوازا گیا اور دھرنے میں خدمات سرانجام دینے والوں کو بھی ایوارڈز پیش کئے گئے۔

محترمہ غزالہ حسن قادری اور محترمہ فضہ حسین قادری نے ویمن اعتکاف میں معتکفات سے افطاری کی اور اپنی تربیتی اور فکری گفتگو سے معتکفات میں روحانی کیفیت پیدا کی۔

17 جولائی 2015ء کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اپنی دعاؤں اور نیک تمناؤں میں معتکفات اور معتکفین کو رخصت کیا۔

شہر اعتکاف 2015: عالمی روحانی اجتماع (لیلۃ القدر)

تحریک منہاج القرآن کے شہر اعتکاف میں 27 رمضان المبارک کی شب عالمی روحانی اجتماع (لیلۃ القدر) منعقد ہوا۔ جس کے مہمان خصوصی جگر گوشہ قدوۃ الاولیاء حضرت پیر السید محمود محی الدین القادری الگیلانی تھے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خصوصی خطاب کیا اور رقت آمیز دعا کی۔ روحانی اجتماع میں شہر اعتکاف کے ہزاروں معتکفین و معتکفات کے علاوہ لاکھوں عشاقان مصطفیٰ مرد و خواتین نے بھرپور مذہبی جوش و خروش سے شرکت کی۔ پروگرام کی تمام کارروائی www.Minhaj.tv اور دیگر نجی ٹی وی چینلز کے ذریعے براہ راست نشر ہوئی۔ عالمی روحانی اجتماع میں دنیا بھر کے علاوہ انڈیا کے 200 سے زائد مقامات سے لوگوں نے اجتماعات کی صورت میں www.Minhaj.tv کے ذریعے شرکت کی۔

وارثانِ شہدائے انقلاب کی غربت اور غیرت کو سلام، انہوں نے قاتل حکمرانوں کی کروڑوں کی آفریں ٹھکرا کر میرا سر فخر سے بلند کر دیا۔ اس موقع پر شہداء انقلاب کے ورثا کو نشان سیدنا امام حسین (علیہ السلام) پیش کیے گئے۔ یہ تمغہ جات جگر گوشہ قدوۃ الاولیاء حضرت پیر السید محمود محی الدین القادری الگیلانی کے مبارک ہاتھوں سے تقسیم کیے گئے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے شہداء انقلاب کو سلام عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ شہداء انقلاب کی بنیاد رکھنے والے ہیں، ان کے خون کو قاتلوں کے قارونی خزانے بھی نہیں خرید سکتے۔ وارثانِ شہدائے انقلاب کی غربت اور غیرت کو سلام، انہوں نے قاتل حکمرانوں کی کروڑوں کی آفریں ٹھکرا کر میرا سر فخر سے بلند کر دیا۔ یہ تحریک ایسی نہیں جس سے شہداء کے خون کی ڈیل ہو سکے، ڈیل کی تہمتیں لگانے والوں اور قاتلوں کے خزانوں پر بھی لعنت ہو۔ قاتل حکمران آج کے یزید اور قارون ہیں۔ ہم وہ غیرت مند ہیں جو خدا کے نام پر بک چکے ہیں، دنیا کا کوئی قارون ہمیں خرید نہیں سکتا۔ ان شاء اللہ وہ وقت آئے گا جب مردانِ حق کی ٹھوکر سے قاتل اڑ جائیں گے اور ان کا غبار بھی کہیں نظر نہیں آئے گا۔ قاتل حکمران اس وقت سے ڈریں جب ہر غریب اور مظلوم شخص کے خون کا حساب دینا ہوگا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے عالمی روحانی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تاریخ عالم کا سب سے بڑا پیغام انقلاب قرآن پاک کی صورت میں نازل ہوا جس کا ہر حرف قیامت تک کیلئے ذریعہ نجات اور چشمہ ہدایت و رہنمائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی عظیم اسلامی سلطنت بھی آج کی مقدس رات کا تحفہ

ہے۔آیئے سب ملکر آج کی برکتوں سے مالا مال رات اپنے اس عہد کو دہرائیں کہ پاکستان کو دہشتگردی، مذہبی و سیاسی انتہاپسندی سے پاک کر کے اسے حقیقی معنوں میں اسلام کا قلعہ اور مدینہ کی فلاحی ریاست کے قالب میں ڈھالیں گے اور اسے دہشتگردوں، انتہاء پسندوں، اسلام اور اللہ کے دشمنوں سے پاک کر کے آئندہ نسلوں کیلئے علم اور امن کا گہوارہ بنائیں گے۔ ایسا پاکستان جس میں ہر شہری کو بلا رنگ ونسل معاشی، سماجی تحفظ حاصل ہو اور پوری دنیا اس ماڈل اسلامی ریاست پر رشک کرے۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اپنے خطاب میں کہا کہ مسلمانوں کفران نعمت ترک کردو، دستیاب نعمتوں پر اللہ کا ان گنت شکرادا کرو، کمزوروں کا خیال رکھو، انصاف سے کام لو، ضرورت مندوں کی دستگیری کرو، تکبر سے بچو، صادق اور امین بنو، قرآن کی آفاقی تعلیمات پر عمل کرو اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے سینوں کو منور کرو، اللہ کو راضی کرنے کا یہی نسخہ کیمیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان 27 رمضان المبارک کا تحفہ ہے اور آزادی تمام نعمتوں کی ماں ہے، اس کی حفاظت کرو، ایسے تمام برے افعال، ناپسندیدہ اعمال اور منفی رویوں سے دور رہو جس سے آزادی کے سلب ہونے کا احتمال ہو۔ پاکستان سے اس لیے بھی پیار کرو کہ یہ لا الہ الا اللہ کے نعروں کی گونج میں حاصل کیا گیا۔

قوم عاد وثمود پہ عذاب بھیجنے والے رب! سانحہ ماڈل ٹاؤن بپا کرنے والے ظالموں و جابروں کو تباہ و برباد کردے اور انجام بد کو پہنچا۔

انہوں نے کہا کہ آج کی مقدس رات اللہ رب العزت سے دست بستہ دعا ہے کہ وہ ہمیں دہشتگردی اور انتہاء پسندی کے فتنے سے بچائے اور دہشتگردی کے خاتمہ کیلئے جدوجہد کرنے والے ہر ذی نفس کی حفاظت اور غائبانہ مدد کرے اور انہیں عظیم مقاصد کے حصول میں کامیاب کرے خواہ ایسے افراد کا تعلق فورسز سے ہے یا سول سوسائٹی سے، خواہ کوئی بندوق سے لڑ رہا ہے یا قلم سے، اللہ تعالیٰ ایسے تمام طبقات اور افراد کی حفاظت کرے۔

ڈاکٹر طاہرالقادری کا معتکفات کے اجتماع سے خطاب

شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری نے علالت کے باوجود شہر اعتکاف میں معتکف خواتین کے بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا سانحہ ماڈل ٹاؤن میں خواتین نے شہادتیں قبول کر کے مصطفوی انقلاب کی بنیاد رکھ

دی، اسلام نے خواتین کو برابر کی ذمہ داریاں اور برابر کے حقوق دیئے، جب تک سانس چل رہی ہے، عدل کے نظام کیلئے جدوجہد کرتا رہوں گا۔ طاقت ور کمزوروں کا استحصال کر کے اللہ کے غضب کو دعوت نہ دیں۔ قانون کمزوروں کو انصاف دلوانے کے معاملے میں اندھا کیوں ہے؟۔ میری صحت کو میرے حوصلے کا ساتھ دینا ہو گا، علالت کے باوجود ظلم کے نظام کے خلاف ہر محاذ پر ڈٹ کر کھڑا رہوں گا، اس موقع پر سانحہ ماڈل ٹاؤن کی شہدا تنزیلہ امجد اور شازیہ مرتضٰی کیلئے خصوصی دعا بھی کی گئی۔

شہر اعتکاف میں محترمہ غزالہ حسن قادری کا خواتین اعتکاف گاہ کا دورہ

تحریک منہاج القرآن کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی اہلیہ محترمہ غزالہ حسن قادری نے خواتین اعتکاف گاہ اور مختلف رہائشی بلاکس کا دورہ کیا۔ اس موقع پر خواتین ان کے ساتھ گھل مل گئیں۔ معتکفات نے غزالہ حسن قادری کو اپنے درمیان پا کر خوشی کا اظہار کیا۔ محترمہ غزالہ حسن قادری نے خواتین سے گفتگو کرتے ہوئے ان کے مذہبی جذبے کو سراہا۔ ان کا کہنا تھا کہ خواتین کا اعتکاف کے لیے شہر اعتکاف کا رخ کرنا وہ بامقصد عمل ہے جو ان کی فکری و روحانی تربیت کا باعث بنے گا۔ انہوں نے کہا کہ خواتین اپنے اندر علم، اخلاص اور عمل کی برکت کو زندہ کریں۔ اس سے معاشرے میں دینی لگاؤ اور رجحان بڑھے گا۔

خواتین اعتکاف گاہ میں محفل ذکر و نعت کا انعقاد

منہاج القرآن ویمن لیگ نے خواتین کے شہر اعتکاف میں 22 رمضان المبارک کی شب سالانہ محفل ذکر و نعت کا اہتمام کیا۔ طاق رات کی مناسبت سے منعقدہ یہ محفل نماز تراویح کے بعد شروع ہوئی اور سحری سے پہلے دو بجے تک جاری رہی۔

محفل ذکر و نعت کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ سلسلہ نعت میں منہاج نعت کونسل اور اعتکاف میں شریک خواتین بہنوں نے اپنی خوبصورت آواز میں ثناء خوانی کی۔ خواتین بہنوں نے دف کے ساتھ قصیدہ بردہ شریف بھی پیش کیا۔ محفل نعت کے بعد خواتین نے اجتماعی طور پر ذکر کیا۔ خواتین نے نہایت دلجمعی اور دلچسپی کے ساتھ محفل میں شرکت کی۔ دعائیہ کلمات کے ساتھ محفل کا اختتام ہوا۔

خواتین اعتکاف گاہ کے تربیتی حلقہ جات

شہر اعتکاف میں شرکاء کی علمی و روحانی تربیت کے لیے روزانہ تربیتی حلقہ جات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ خواتین اعتکاف گاہ میں منہاج ویمن لیگ کی اسکالرز خواتین شرکاء کو لیکچرز دیتی ہیں۔ تربیتی حلقہ جات کا انعقاد ظہر کی نماز کے بعد کیا جاتا ہے۔ ان حلقہ جات میں فکری، علمی اور فقہی موضوعات پر لیکچرز ہوتے ہیں۔ تربیتی حلقہ جات کے لیے باقاعدہ نصاب مقرر کیا گیا ہے۔ شہر اعتکاف میں شریک ہر عمر اور طبقہ فکر کی خواتین تربیتی حلقہ جات سے مستفید ہوتی ہیں۔

حلقہ جات میں علمی طور پر معلمات تیار کی جاتی ہیں، جو معاشرے میں قرآن و سنہ کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے درس و تدریس کرسکتی ہیں۔ تربیتی حلقہ جات میں خواتین کی دلچسپی ہمیشہ مثالی رہی ہے۔

محترمہ فضہ حسین قادری کی معتکفات کے ساتھ نشست

منہاج القرآن ویمن لیگ نے شہر اعتکاف کی خواتین اعتکاف گاہ میں تحریک منہاج القرآن کے مرکزی صدر محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی اہلیہ محترمہ فضہ حسین قادری کے ساتھ معتکفات کی نشست کا اہتمام کیا۔ محترمہ فضہ قادری نے معتکفات کے جذبے کو سراہتے ہوئے انہیں اللہ کے دین کی خدمت کرنے پر مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ دین کی سربلندی اور فروغ و اشاعت کے لیے خواتین کا گھر سے باہر نکلنا حقیقی جہاد ہے۔ یہ جہاد ایک خاتون کا نہیں بلکہ ان کی یہ کاوش نسلوں اور معاشرے کو سنوار دے گی۔

انہوں نے کہا کہ اعتکاف میں شریک خواتین اس لیے خوش قسمت ہیں کہ اللہ نے دین کی خدمت کے لیے ان کا انتخاب کیا۔ اس خوش قسمتی پر جتنا فخر کیا جائے کم ہے۔ آج معاشرے میں خواتین کی اسلامی تربیت کا فقدان ہے، جس کی وجہ سے ہماری آنے والی نسلیں تباہ ہو رہی ہیں۔ اسلام سے دوری کا نتیجہ ہے کہ خواتین اپنے بچوں کو اسلامی تعلیمات کی بجائے ٹی وی اور سوشل میڈیا کی یلغار میں بہائے جارہی ہیں۔ تحریک منہاج القرآن کے مشن سے وابستہ خواتین تربیت یافتہ ہیں، ان کی ذمہ داری ہے معاشرے کی اصلاح میں اپنا مثبت کردار ادا کریں۔ اعتکاف میں شریک خواتین کی دوہری ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اردگرد اپنی علمی استطاعت کے مطابق معاشرتی رجحانات تبدیل کرنے کی تعلیم عام کریں۔ اس نشست کا اختتام دعائے خیر سے ہوا۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کے شہر اعتکاف کے بارے میں مرکزی ٹیم کا اظہار رائے

منہاج القرآن ویمن لیگ کی صدر، اعتکاف کمیٹی برائے خواتین کی سربراہ فرح ناز نے شہر اعتکاف

میں خصوصی بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ رواں سال آسٹریلیا، سپین، لندن کے ساتھ ساتھ اندرون ملک سے ہزاروں خواتین انتہائی جوش وخروش اور مذہبی عقیدت و احترام کے ساتھ شہر اعتکاف کا حصہ بنی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم صحافت اور سیاست سمیت زندگی کے ہر شعبہ سے وابستہ نامور خواتین کو دعوت دیتی ہیں کہ وہ شہر اعتکاف میں آ کر اعتکاف کی بابرکت ساعتوں اور پرنور مناظر کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ خواتین آبادی کا 52 فیصد ہیں مگر سوسائٹی کو پرامن اور تہذیب یافتہ بنانے کے حوالے سے ان کا کردار اور ذمہ داری 100 فیصد ہے جب خواتین کی قرآن کے زریں اصولوں کے مطابق تعلیم و تربیت نہیں ہوگی تو پرامن اور خوشحال سوسائٹی کی تشکیل کا خواب پورا نہیں ہوگا۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خواتین کی قرآن و سنت اور جدید عصری تقاضوں کے مطابق تعلیم و تربیت کا باوقار ماحول فراہم کر کے اسلام، پاکستان اور انسانیت کی عظیم خدمت کی ہے۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کی سینئر رہنما راضیہ نوید نے کہا کہ ڈاکٹر طاہرالقادری کے اسلامی موضوعات پر خطابات تحقیقی کتب اور مقالہ جات نے ہماری زندگیاں بدل دیں اور خواتین کو اللہ اور اسکے رسول کے احکامات کے تابع زندگی بسر کرنے کی ترغیب دی۔ ہمیں خوشی ہے کہ ڈاکٹر طاہرالقادری کی اسلامی خدمات کا ہر جگہ اعتراف کیا جاتا ہے اور ہمارے گھر والے پورے اعتماد اور خوشی کے ساتھ 10 دن کیلئے ہمیں شہر اعتکاف کا حصہ بننے کی اجازت دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت ہمارے قائد شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری کو ہمارے سروں پر صحت و تندرستی کے ساتھ سلامت رکھے۔

انتظامی کمیٹی کی عہدیداران سدرہ کرامت، گلشن ارشاد، عائشہ مبشر نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہم بظاہر ایک اسلامی معاشرہ ہیں مگر اسلامی تعلیم و تربیت کے محدود مواقع کی وجہ سے خواتین اسلام کی حقیقی تعلیمات سے بہرہ مند نہیں ہو پاتیں جسکے مضر اثرات پوری سوسائٹی بھگت رہی ہے۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان کو انتہا پسندی، غربت، جہالت سے پاک کرنے کیلئے اور اسے میانہ رو اور اعتدال پسند سوسائٹی کے قالب میں ڈھالنے کیلئے خواتین کی اسلام کے اصولوں اور جدید عصری تقاضوں کے مطابق تعلیم و تربیت ناگزیر ہے اور ہمیں فخر ہے کہ ڈاکٹر طاہرالقادری کی سرپرستی میں خواتین کی تعلیم و تربیت کا سب سے بڑا مرکز تحریک منہاج القرآن اور اسکے زیر اہتمام چلنے والے سکول، کالجز، تربیتی ادارے ان تقاضوں کو پورا کر رہے ہیں اور یہاں سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے والی خواتین زندگی کے ہر شعبہ میں اپنی صلاحیتوں کا باوقار انداز میں مظاہرہ کر رہی ہیں۔

ویمن شہرِ اعتکاف 2015ء تصاویر کے آئینہ میں

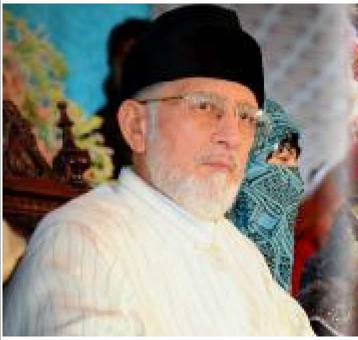

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
LAHORE
Regd CPL No.45

AGS
READ LEAD SUCCEED

Aghosh Grammar School
Playgroup to Matric

ADMISSION OPEN

- State of the Art Building
- Activity Based Learning
- Purpose-Built Institution
- Boarding House Facility
- Highly Qualified and Trained Staff

Visit us at:
Aghosh Complex
Shah-e-Jelani Road,
Township, Lahore.

Free Computer &
English Spoken Course
for Student and one Family Member

042-35116787, 35116790-1 www.aghosh.net